NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

ASSEMBLY DEBATES

Tuesday, the 20th December, 2011.

The National Assembly of Pakistan met in the Parliament House, Islamabad, at 10.40 p.m. with **Mr. Acting Speaker (Mr. Faisal Karim Kundi) in the Chair.**

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

[ترجمہ :   اللہ تعالیٰ انسانوں کے لئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں ، اور جو بند کر دے تو اس کے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں ہے ۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے ۔ لوگو اللہ تعالیٰ کے جو تم پر احسانات ہیں ان کو یاد کرو ، کیا اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی اور خالق اور رازق ہے ؟ جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے ، اس کے سواء کوئی معبود نہیں ، پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو ، اور اے پیغمبر اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں ، اور سب کام اللہ تعالیٰ ہی کیطرف لوٹائے جائیں گے ۔ لوگو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے ۔ اور نہ شیطان فریب دینے والا تمہیں فریب دے ۔]

جناب قائم مقام سپیکر : جزاک اللہ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ Leave Applications.

<u>LEAVE OF ABSENCE</u>

Mr. Acting Speaker: Lt Gen (Retd) Abdul Qadir Baloch, MNA has requested for the grant of leave for 19th and 20th December, 2011 for being out of station on official tour. Is leave granted?

<u>The leave was granted.</u>

Mr. Acting Speaker: Dr. Azra Fazal Pechuho, MNA has requested for the grant of leave from 15th December, 2011 till the conclusion of the Session due to personal engagements. Is leave granted?

<u>The leave was granted.</u>

For Information.

Mr. Acting Speaker: Dr. Arbab Alamgir Khan, Minister for Communications has informed that he was unable to attend the Session on 19th December, 2011 for being out of station.

جناب قائم مقام سپیکر: ایک ایڈجرنمنٹ موشن ہے، گیس کے متعلق، تو کل بھی اپوزیشن نے کہا تھا۔ جی خورشید شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: سر گیس کے سلسلے میں ایڈجرنمنٹ موشن کی بات ہوئی تھی تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے، برجیس طاہر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ موو کر دیں۔ کل اس کو take-up کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل کیونکہ ہم نے commit کیا تھا تو برجیس طاہر صاحب آپ موو کر لیں، پھر ہم اس کو دیکھ لیں گے۔ جی چوہدری برجیس طاہر صاحب۔

ADJOURNMENT MOTION REG: GAS LOAD SHEDING IN THE COUNTRY

چوہدری محمد برجیس طاہر: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر ہم انتہائی اہم اور اشد ضروری معاملے پر تحریک التواء پیش کرتے ہیں، معاملہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں اور وفاق میں گیس لوڈشیڈنگ کی وجہ سے عوام سڑکوں پر آ چکے ہیں۔ لہٰذا معاملے کی نزاکت کے پیش نظر ہماری تحریک التواء کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی شاہ صاحب آپ oppose تو نہیں کریں گے۔

Shed Khursheed Ahmed Shah: Not opposed.

جناب قائم مقام سپیکر: جی امیر مقام صاحب۔

انجنیئر امیر مقام: جناب سپیکر اس تحریک التواء میں اگر مناسب ہو تو انہوں نے صرف پنجاب کا نام لیا ہے حالانکہ لوڈشیڈنگ صرف پنجاب میں نہیں ہے یہ تو ہر جگہ ہے۔ ہمارے سوات میں تو گیس آ ہی نہیں رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پنجاب اور وفاق کے ساتھ ہم اس کو all over the country کر لیں؟

انجنیئر امیر مقام: جی پورے ملک میں صورتحال ابتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی خورشید شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: یہ گیس کی لوڈشیڈنگ پر کر لیں۔ all over the country کر لیں۔ مگر میری ایک گزارش ہے کہ اس کو کل ضرور لے لیں۔ کیونکہ ہم پر الزام آتا ہے کہ ہم اس معاملے میں serious نہیں ہیں۔ یہ آ جائے تو ہم proper طریقے سے اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جیسے آپ لوگ decide کریں۔ ہم کل اس کو لے لیتے ہیں۔ تو we admit this adjournment motion and we will take it tomorrow کل اس کو take up کر لیں گے۔ لیکن اس میں یہ ہے کہ آپ اگر concerned منسٹر سے بات کر لیں۔

سید خورشید احمد شاہ: یہ ہمارا کام ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی برجیس طاہر صاحب۔

چوہدری محمد برجیس طاہر: جناب سپیکر امیر مقام صاحب نے بڑا درست point out کیا ہے۔ میں نے اس میں لکھا تھا کہ پنجاب میں اور وفاق میں۔ تو امیر مقام صاحب نے جس طرح point out کیا ہے تو میری یہ درخواست ہے آپ سے کہ یہ جو ایڈجرنمنٹ موشن ہے اس کے لئے پورے ملک میں جو گیس کی لوڈشیڈنگ ہے اور جو گیس کی صورتحال ہے اس کو تحریک التواء کے ذریعے زیر بحث لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ہم پورے ملک کا کر لیتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ کل اس پر ڈیبیٹ شروع ہو گی۔ Item No. 2, Calling Attention Notice.

CALLING ATTENTION NOTICE REG: DOUBLE TARIFF PARTICULLARLY IN THE EVENING HOURS

برجیس طاہر صاحب تو ہیں لیکن concerned منسٹر صاحب نہیں ہیں،

سید خورشید احمد شاہ: آپ کر لیں میں اس کا جواب دے دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لیں گے ؟ Ch Barjees Tahir to move Item No 2 Calling Attention Notice.

چوہدری محمد برجیس طاہر: شکریہ جناب سپیکر، جناب سپیکر وزیر انچارج کیبنٹ ڈویژن کی توجہ عوام میں گہری تشویش کا باعث بننے والے فوری عوامی اہمیت کے معاملے کی جانب مبذول کرا رہا ہوں جو بجلی کے نرخ بالخصوص شام کے اوقات میں دگنا کرنے سے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی سید خورشید احمد شاہ صاحب۔ to make a brief statement ۔

سید خورشید احمد شاہ: یہ ایک پروپوزل آئی ہوئی ہے اور اس پر ڈسکشن بھی ہو رہی ہے جناب سپیکر! کہ شام کو یہ جو لوڈ شیڈنگ ہے اس کو safe کرنے کے لئے کہ لوگ عام حالتوں کی لائٹ کو زیادہ جلاتے ہیں۔ تو جب یہ پریشر پڑے گا بل کا تو یہ ذرا اس پر کنٹرول کریں گے ۔ کیونکہ آپ نے دیکھا ہے کہ جتنے بھی سائن بورڈز ہیں یا سٹریٹ لائٹس ہیں اتنی اوپن ہو جاتی ہیں کہ جس کا لوڈ آتا ہے اور naturally اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت شارٹیج ہے ملک میں اور ہماری شارٹیج اس وقت تقریباً تیس فیصد ہے۔ مگر اس وقت آج کل کنٹرول ہے کافی حد تک اور دو گھنٹے پہ ہماری پندرہ سولہ پرسنٹ شارٹیج ہے۔ مگر یہ جب تک ہونا چاہئے کہ ہمیں یہ احساس ہونا چاہئے کہ بجلی اس ملک بڑا asset ہے۔ جتنا ہو سکے اور ہم سب پاکستانی ہیں اور یہ حکومت کا فرض نہیں ہے ہم سب کا ہے۔ تو یہ ہے کہ یہ کرنے سے شام کو کچھ لوڈ کم ہو جائے اور لوگ سیونگ کرنا سیکھیں۔

Mr. Acting Speaker: Ch Barjees Tahir Sahib to ask one question.

چوہدری محمد برجیس طاہر: شکریہ جناب سپیکر۔ کیا ہی بہتر ہوتا کہ پانی اور بجلی کے وزیر یہاں پر بیٹھے ہوتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں یہ ہے کہ اس دن یہ پوائنٹ آؤٹ ہوا تھا۔ لیکن نیپرا کیبنٹ کے انڈر آتی ہے۔

چوہدری محمد برجیس طاہر: جناب سپیکر! کیا ہی اچھا ہوتا کہ کیبنٹ ڈوثرن جن کے پاس ہوتا وہ یہاں پر ہوتے ۔ یہ all in one والا سلسلہ ایک سیاسی بیان یہ کوئی ہمیں ہاؤس کے اندر اور ہم اس لئے یہاں سوال لے کر آتے ہیں کہ ستر وہ کروڑ عوام ان کے جوابات سے مطمئن ہوں اور اس دفعہ live ہمارا پروگرام جائے۔ پوری قوم دیکھ رہی ہے اور یہ جو بات انہوں نے بتائی ہے یہ تو کسی فٹ پاتھ پر بیٹھے ہوئے آدمی سے بھی پوچھیں وہ بھی اس قسم کی باتیں کر دے گا۔ میں وزیر صاحب سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ بتائیں کہ کیا بجلی کے ریٹس میں آپ دن بدن کیوں اضافہ کر رہے ہیں اور جو فلسفہ آپ نے ابھی بیان کیا ہے کہ شام کے وقت سائن بورڈ والے بجلی استعمال کرتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! شام کو طالب علم پڑھتے ہیں اور غریب آدمی سارا دن مزدوری کے بعد گھر آتا ہے۔ تو کیا ان غریبوں کو مزدوروں اور کسانوں کے لئے یہ علیحدہ علیحدہ پیکیج دیں گے یا انہوں نے سب لوگوں کو اکٹھے طور پر ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید خورشید شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: جناب سپیکر! ماشاء اللہ بہت ہی سینئر اور مجھ سے بھی شائد سینئر ہیں۔ان کو پتہ ہے کہ جو غریب لوگ ہیں اور جو غریب طالب علم پڑھتے ہیں ان کا ٹیرف بڑا کم ہے۔ 70 percent population کا ٹیرف بڑا کم ہے۔جن کو دو روپے کا ہوتا ہے۔ان کے اوپر یہ لاگو نہیں ہے۔دوسری بات ہے کہ کینٹ منسٹر، پرائم منسٹر ہیں اور پرائم منسٹر صاحب یہاں آتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں۔ قدرتی طور پر جب پرائم منسٹر صاحب نہیں ہیں تو یہ collective responsibility ہے اور all is one ہوں یا one is all ہوں تو one is all بھی ہے اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ satisfy ہوں۔دوسرا جو ریٹ بڑھتا ہے بجلی کا، میں منسٹر فار واٹر اینڈ پاور تو نہیں، مگر جیسا آپ نے کہا کہ نیپرا under Cabinet آتا ہے۔تو اتنا بتا دوں کہ یہ ہمارا جتنا ہے اس میں تھرمل بجلی بہت زیادہ ہے۔چاہے کوئی اور حکومت بھی آئے یا آپ لوگ بھی رہے ہیں حکومت میں اور اس وقت چونکہ چار سال کا عرصہ دیکھ لیں کہ اس میں آپ تیل کے ساتھ بڑھاتے گئے۔یہ بدقسمتی ہے ہمارے ملک کی کہ ہم نے اپنی جو انرجی ہے ، وہ جو ہمارے پاس دوسرے سورسز ہیں ان پہ ہم نہیں لے گئے۔کوئلے پر نہیں لے گئے ، ہم ہائیڈرو پہ نہیں لے گئے اور ہائیڈرو پہ لڑائیاں چلتی رہیں کہ یہ نہیں بنے گی یہ بنے گا۔ مگر الحمد للہ اب تھرکول پہ بھی کام بڑے زور شور سے چل رہا ہے اور امید ہے ک 20014-15 تک تھرکول سے بھی بجلی ہوگی جو سستے داموں پہ ہوگی۔ گیس ہمارے پاس available نہیں ہے۔ کنڑ کی تین سو ملین کیوبک فٹ ہمارے پاس نکلی ہوئی ہے اور تیار پڑی ہے۔ مگر وہ stay پر چل رہی ہے۔اب امید ہے اس مارچ سے ادھر سے ڈیڑھ ملین کیوبک فٹ کنڑ سے آجائے گی اور پھر آگے چل کر اور بھی مل جائے گی۔اگر وہ آجاتی اور انرجی کے لئے سپریم کورٹ میں چلے گئے جو مشعل کمپنی تھی، اگر وہ انرجی آجاتی تو تین سو ملین کیوبک فٹ تھی۔تو آج جو بجلی ہے یہ مہنگائی کی بجائے سستی ہوئی۔کیونکہ گیس کا ٹیرف پانچ روپے پچاس پیسے ہوتا ہے پر یونٹ اور جو تھرمل ہے وہ اٹھارہ روپے ہوتا ہے اور جو ہائیڈرو ہے وہ ایک روپیہ دس پیسہ ہوتا ہے ۔ہائیڈرو آج بھی ہمارے پاس کم سے کم نہیں ہے۔اس وقت اگر جو پراجیکٹ پہ ہماری فیزیبلٹی بھی ہے اور کام بھی چل رہا ہے وہ پینتیس ہزار میگاواٹ ہے۔ مسٹر سپیکر! آنربیل ہاؤس کے ممبران صاحبان کو بتا دوں میں کہ وہ آج نہیں آئے گی جس پر کام چل رہا ہے۔ وہ 2019 میں آئے گی، 2017 میں آئے گی 2015 میں آئے گی۔ مگر کام شروع ہوا ہے کہ کم سے کم اس ملک کی آنے والی نسلوں کو جو آج چودہ اور پندرہ روپے کا یونٹ ہے دس سال کے بعد یہ چھ روپے یونٹ تو ملے۔یہ کام ہم کرنے جارہے ہیں اور یقیناً اس وقت بجلی کا بھی بحران ہے ، گیس کا بھی بحران ہے۔ ہم اس میں یہ کہہ دیں کہ سب ٹھیک ہو گیا ہے ، کوئی ٹھیک نہیں ہے۔ قوم سے چھپانا نہیں چاہئے۔ یہ بحران ہے۔یہ حکومت اس پر کم کر رہی ہے اور بڑے زور شور سے کام کر رہی ہے۔

Mr. Acting Speaker: Naseer Bhutta Sahib to ask one question. Not present. Hanif Abbasi Sahib to ask one question. Malik Shakeel Awan Sahib to ask one question.

یہ کالنگ اٹینشن میں تو دوسرا سوال ہو نہیں سکتا۔اب ممبر نہیں ہیں تو اس میں تو یہ بات نہیں ہے۔

ملک شکیل احمد اعوان: جناب سپیکر! ابتدا ہی وہاں سے ہوئی کہ ان کی ہاؤس میں تمام لوگ عزت کرتے ہیں اور میں بھی شاہ صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں۔ حج بھی ان کے ساتھ کیا ہے اور انہیں مزید قریب سے دیکھا ہے وہ بہت پیارے انسان ہیں۔ لیکن برجیس طاہر صاحب نے بالکل صحیح کہا جو میرے سینئر ہیں کہ اگر یہاں منسٹر صاحب خود موجود ہوتے تو جواب صحیح دیتے۔ابھی محترم شاہ صاحب نے فرمایا کہ جو غریب آدمی ہے اس کے لئے دو روپے یونٹ ہے۔ ہمارا سوال کیا ہے اور اس کا جواب کیا ہے۔ جناب سپیکر! میرا وزیر صاحب

سے آپ کے ذریعے سوال ہے کہ شام چھ سے لے کر رات دس بجے تک وہ غریب ہو امیر ہو۔ تمام کے گھروں کے باہر انہوں نے people's killing meters لگا دئے ہیں لوگوں کو مارنے کے لئے اور باہر جو میٹر لگا ہوا ہے وہ الیکٹرانک میٹر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سوال کر لیں۔

ملک شکیل احمد اعوان: میں سوال کر رہا ہوں۔ اس میٹر کے تحت جو چار گھنٹے بجلی جلائے گا وہ کوئی بھی آدمی چاہے وہ کھولی والا ہے چاہے وہ محل والا ہے اس کو انیس روپے پر یونٹ کے حساب سے دینے پڑیں گے۔ جب کہ اس سے پہلے وہ چھ روپے یونٹ دے گا، دو روپے کہیں بھی نہیں ہیں۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ اگر یہ کرنا مقصود ہی ہے تو جیسے کہا گیا کہ جو غریب آدمی کے بچے نے پڑھنا ہوتا ہے یا اسے گھر جانا ہوتا ہے۔ تو کم از کم گھریلو صارفین کو تو آپ اس سے بچائیں۔ گھریلو صارفین کون سی بجلی استعمال کرتا ہے۔ اس نے ایک بلب اور پنکھا چلانا ہوتا ہے۔ آپ اس کی وضاحت فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: انہوں نے مجھے کھا کے میں بڑا پیارا ہوں تو یہ بھی بڑے پیارے میرے بھائی ہیں۔ بات یہ ہے کہ یہ جو سوال تھا وہ یہی تھا کہ غریب آدمی۔ یہ جواب پچھتّر یونٹ کئے ہیں اور سو یونٹ ہے ان کے درمیان جن کا ٹیرف ہے یہ کم ہے۔ اور جو ایک بلب دو بلب یا ایک پنکھا چلاتا ہے ان کا سو یونٹ سے زیادہ نہیں آتا ہے۔ اس لئے یہ ٹیرف کا اثر ان لوگوں پر نہیں آئے گا۔ یہ بات میں ان کو بتانا چاہتا ہوں۔ باقی جو بات ہے کہ بجلی کی مہنگائی اور لوڈ شیڈنگ کا یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ لوگوں کو یہ احساس ہو کہ بجلی زیادہ جلانے سے اس ملک کا، آپ دیکھیں کہ یہاں پہ یہ بھی آج کل لوگوں نے خیال کرنا شروع کیا ہے کہ پہلے باتھ روم کی بجلی، کمروں کی بجلی اور ڈرائنگ روم کی بجلی جلتی رہتی تھی۔ اب لوگوں نے بند کرنی شروع کی ہے جب سے یہ ہوا ہے۔ ہم یہ پلان کر رہے ہیں جناب سپیکر! کہ دس سال بعد یہ جو آج چودہ روپے پندرہ روپے اٹھارہ روپے یونٹ ہے یہ پانچ روپے یونٹ ہو جائے دس سال کے بعد اور 2020 میں پاکستان میں سستی سے سستی بجلی ہو۔ جب ہائیڈرو کی آئے گی جس پہ ہمارا کام چل رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ 2020 تک پینتیس ہزار میگاواٹ ہائیڈرو کا جب ریشو بڑھے گا۔ آج میں اتنا اس ہاؤس کو بتا دوں کہ 1985 سے 1987 تک جو ہائیڈرو تھی ٹوٹل کھپت کا ففٹی پرسنٹ، شکیل اعوان صاحب آپ یہ سن لیں یہ آپ کے لئے بڑی اچھی انفرمیشن ہے۔ ہائیڈرو اور تھرمل کا بجلی کا جو ریشو تھا وہ ففٹی ففٹی تھا۔ آج وہ ڈیمانڈ کی وجہ سے کیونکہ ہم نے ہائیڈرو پہ کام ہی نہیں کیا وہ جا کے کم ہو گیا ہے اور وہ آج تیس پرسنٹ ہے۔ ستر پرسنٹ تھرمل چلی گئی ہے۔ تو قدرتی طور وہ تھرمل پہ جو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جو آئل مافیا ہے جو نہیں چاہتا کہ اس ملک میں ہائیڈرو یا تھر کول جو ہمارے اپنے سورسز ہیں وہ ڈیویلپ ہو جائیں اور آئل پہ ہمارا جو امپورٹ پہ بلین آف ڈالرز خرچ ہوتا ہے اور اس وقت تقریباً تیرہ سے چودہ ارب ڈالر ہماری امپورٹ ہوتی ہے صرف آئل پہ جو ہمارے ملک پر ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔ اگر یہ ہائیڈرو اور تھر کول آ جائے تو یہ تیس پرسنٹ رہ جائے گا اور چار پانچ ارب کا بھی تیل نہیں آئے گا۔ تو اس مافیا کی پوری کوشش رہی ہے کہ اس میں ہمارے ملک میں کبھی نیچرل سورسز انرجی کے نہ آئیں۔ کیونکہ ان کا جو حصہ ہے جو امپورٹ کرتے ہیں اور وہ مافیا اربوں روپے اس ملک کے تباہ و برباد کرتے ہیں وہ خوش رہیں۔ یہ بات ہے۔

Mr. Acting Speaker: Ms. Saira Afzal Tarar Sahiba to ask one question, not present. Item No.3, آپ بعد میں پوائنٹ آف آرڈرز پہ کر لیں۔ یہ بھی اکیلے ہیں آپ بھی اکیلے ہیں۔ برجیس طاہر صاحب چلو آپ۔۔ یہ کالنگ اٹینشن سے related نہیں ہے as a point of order.

POINT OF ORDER

چوہدری محمد برجیس طاہر: بڑی مہربانی جناب سپیکر۔ میں آپ کا مشکور ہوں۔ رولز کے مطابق تو میں ان سے بالکل نہیں پوچھ سکتا لیکن آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔ میں وزیر صاحب سے صرف ایک بات پوچھنا چاہوں گا۔ میں اس لیے کہتا ہوں کہ relevant وزیر ہوں تو وہ جواب دے سکیں گے۔ یہ چونکہ relevant وزیر نہیں ہیں۔ میں ان سے یہی پوچھتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ غریب آدمی کے لئے شام کو دو روپے کا پیکج ہے۔ مجھے یہ بتادیں کہ غریب آدمی کے لئے سب سے کم پیکج اور ٹیرف جو ہے وہ کیا ہے۔ بڑی مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید خورشید احمد شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: سوال بھی خود کیا اور جواب بھی خود دے دیا ہے۔ سوال خود کیا کہ ٹیرف کیا ہے۔ بتایا ہے کہ دو روپے ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے خود کہا ہے کہ یہ دو روپے ہے تو وہی ہے۔ عبدالقادر خانزادہ صاحب very briefly point of order بتادیں پھر میں تھوڑا بزنس لے لوں۔ جی خانزادہ صاحب جی۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: بہت شکریہ جناب سپیکر صاحب۔ میں بھی کراچی میں جو KESC کی صورتحال ہے اور کراچی میں جو بجلی لوڈشیڈنگ ہو رہی ہے، اس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ میں حکومت کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ پورے پاکستان میں تقریباً لوڈشیڈنگ ختم ہو گئی ہے سوائے کراچی کے۔ کراچی میں اب بھی چھ گھنٹے سے لے کے دس گھنٹے تک لوڈشیڈنگ جاری ہے اور مجھے یہ سمجھ میں نہیں آرہی کہ کیا کراچی پاکستان کا حصہ نہیں ہے اور کیا کراچی کے لئے کوئی پالیسی بنانے کے لئے تیار ہیں یا نہیں ہیں؟۔ شاہ صاحب جو ہمیں سنہری خواب دکھا رہے ہیں کہ تھر کول سے بجلی پیدا ہو گی اور hydel power جو ہے، 2020 میں اس سے بھی بجلی پیدا ہو گی۔ تو میں ہاؤس کے سامنے بتانا چاہ رہا ہوں کہ جو تھر کول سے بجلی پیدا ہونے کی امید ہے وہ بہت کم ہے کیوں کہ وہاں جو تبدیلیاں ہو رہی ہیں۔ ابھی تک یہ ہی طے نہیں ہو پا رہا ہے کہ تھر میں کوئلے کو زمین کے اندر جلانا ہے اور وہاں سے بجلی پیدا کرنی ہے یا تھر کول کو زمین کے اوپر لا کے بجلی پیدا کرنی ہے اور جہاں تک شاہ صاحب hydel power کی بات کر رہے ہیں۔ شاہ صاحب بھاشا ڈیم بھی جو ہے وہ بارہ سال میں تیار ہو گا اور چار ہزار میگاواٹ پیدا ہو گی جبکہ پاکستان میں اس وقت دس ہزار میگاواٹ کی shortage ہے۔ تو دو ہزار بیس تک shortage پندرہ ہزار میگاواٹ ہو جائے گی۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ باقی آپ بڑے منصوبے بنائیں، اس طرف بڑھیں لیکن فوری طور پر کراچی کے لئے آپ کے پاس کیا حل ہے؟ آپ کراچی کے ساتھ کیا وہی ساس اور بہو کا سلوک کرنا چاہتے ہیں۔ دن رات کام کر رہے ہیں۔ پاکستان کو ستر فیصد revenue بھی ہم لوگ دے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود پورا کراچی بجلی کی وجہ سے مصیبت میں ہے۔ بچے پڑھ نہیں سکتے۔ کام کاج سب بند ہو گئے ہیں اور پورا شہر اندھیرے میں ڈوبا ہوا ہے۔ میں شاہ صاحب سے request کرتا ہوں کہ کراچی میں چل کے بیٹھیں اپنی ٹیم کو لے جائیں اور ایمانداری کے ساتھ کم از کم جو KESC کی گیس کی requirement ہے اس کو تو پورا کر دیں اور کوئی نہ کوئی relief تو کراچی کو دیا جائے۔ جب پورے پاکستان کو حکومت نے relief دے دیا ہے۔ اب کراچی کو بھی consider کیا جائے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب اتوار کو جا رہے ہیں اور کیبنٹ میٹنگ بھی کراچی میں کروا رہے ہیں۔ خورشید شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: بڑے competent اور ہوشیار ہمارے بھائی ہیں۔ ڈاکٹر بھی ہیں، ایگریکلچر کو بہت اچھا جانتے ہیں۔ میری طرح وہ ہر فن مولا ہیں۔ جیسے کہتے ہیں کہ ہر چیز میں expert ہیں۔ یہ بالکل صحیح کہتے ہیں کہ یہ طے ہو جائے تھر کول طے ہے۔ جو جو

Companies آرہی ہیں۔ وہ اپنی technologies کو استعمال کر رہی ہیں۔ ابھی اینگرو آئی ہوئی ہے، چائینیز آئے ہوئے تھے۔ اس ہاؤس میں ہم لوگ سچ نہیں بولیں گے پھر کہاں بولیں گے۔ اس ملک میں investor بڑا گھبرا رہا ہے ڈر رہا ہے کہ ہم جائیں، ایسا نہ ہو کہ پھر حکومت تبدیل ہو جائے اور ہمیں واپس جانا پڑے۔ جیسے GODENGO کے ساتھ پانچ ہزار میگاواٹ کا ایگریمنٹ ہوا تھا جو کوئلے سے بجلی نکال رہا تھا۔ 1999 میں وہ ڈیڑھ ہزار میگاواٹ لا رہا تھا اور دو ہزار تین میں وہ پانچ ہزار میگاواٹ کر رہا تھا اور دو ہزار تین میں ان کا ایگریمنٹ تھا کہ coal کو سارا تھر کول استعمال کرے گا۔ اب بھی جو کام چلا ہے، gasification کا بھی کام چل رہا ہے۔ جو کمپنیاں gasification پہ جا رہی ہیں، جو ہماری سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے ڈاکٹر صاحب ہیں وہ لگے ہوئے ہیں، وہ gasification کے اندر کوئلہ جلانے کا پچاس میگاواٹ پہ کام کر رہے ہیں۔ اس کو بھی دیکھ لیں گے۔ اگر اس سے ہمیں زیادہ بجلی مل رہی ہے تو پھر سارے پراجیکٹ اسی پہ چلے جائیں گے کیوں کہ یہ ایک سسٹم ہے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ تھر کول کی جو capacity ہے۔ دنیا کا جو largest coal ہے، وہ پاکستان میں ہے۔ اٹلی جرمنی جرمنی اور اسٹریلیا کے بعد اگر کوئی بڑے سے بڑے reserve ہیں وہ پاکستان میں ہیں۔ اس کو استعمال کرنے کے لئے بھی دنیا کو آفر دی گئی ہے۔ تو وہ آئیں گے۔ جہاں تک کہا کہ بھاشا ڈیم کے چار ہزار میگاواٹ، جناب پھر بھاشا ڈیم پہ کام نہیں چلا، Sadpara پہ بھی کام چلا ہے، جہلم پہ بھی چلا ہے، سوات والے چار پروجیکٹس ہیں ان پہ بھی چلا ہے کشمیر میں گیارہ پروجیکٹس ہیں ان پہ کام چلا ہے۔ ٹوٹل اس وقت تیس سے پینتیس پروجیکٹس ایسے ہیں، جن کی feasibility، وہ ہمارے پاس availability ہے بہت availability ہے۔ میں یہی تو کہہ رہا ہوں کہ بڑی بدقسمتی ہے۔ ہم نے ایسے ہی لڑائیوں میں چونسٹھ پینسٹھ سال گزار دئے۔ میں آج کہتا ہوں کہ اگر ہمارے پاس hydro پینتیس چالیس ہزار ہو جائے۔ دنیا ہمارے پاس بھاگتی ہوئی آئے گی اور یہاں investment کرے گی۔ ہماے پاس infrastructure نہیں مسٹر سپیکر۔ لوگ آئیں تو ان کو بجلی کہاں سے ملے گی، لوگ آئیں تو ان کو گیس کہاں سے ملے گی۔ ایک انڈسٹری اگر اچھی لگتی ہے تو ایک ہزار بچہ اس میں ملازم بنتا ہے۔ اگر ہمارے دس ہزار بارہ ہزار infrastructure ٹھیک ہوں، انڈسٹری آ جائے تو کم از کم بیس تیس لاکھ لوگوں کو روزگار مل سکتا ہے۔ ہمیں پہلے تو infrastructure بنانا چاہیے۔ یہ سب سے بڑا جو infrastructure ہے پارلیمنٹ ہے۔ جب پارلیمنٹ آتی ہے چاہے کوئی بھی ہوتا ہے وہ آ کے اس ملک کے لئے سوچتا ہے۔ اس ملک کے کام کرتی ہے۔ یہ پارلیمنٹ کرتی ہے۔ یہ original infrastructure ہے۔ اگر یہ مضبوط ہے تو انشاء اللہ پانچ دس سال کے اندر دیکھ لینا کہ پاکستان کی تقدیر کیسے تبدیل ہوتی ہے۔

Mr. Acting Speaker: Maulvi Asmatullah Sahib on point of order.

مولوی عصمت اللہ: شکریہ جناب سپیکر۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر دو باتوں کے بارے میں ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اخبارات کے ذریعے سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ بلوچستان کے ساتھ جو رعایت کی گئی تھی۔ fix rate کے بارے میں جو سبسڈی کی رعایت تھی، وہ واپس لے لی گئی ہے۔ جناب والا! بلوچستان کی حالت زار رحم کرنے کے قابل ہے۔ اب پہلے سے بجلی تو ہے ہی نہیں۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے چھ گھنٹے سے زیادہ بجلی نہیں ملتی ہے۔ جب بھی چھ گھنٹے بجلی ہو، voltage اتنا کم ہے ٹیوب ویل چلانے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ اب یہ گزارش کرنی ہے کہ بلوچستان میں کیا بجلی پوری ہو گئی یا بجلی کی voltage پوری کر دی گئی۔ بلوچستان سے یہ رعایت کیوں لی گئی ہے۔ جناب والا! بلوچستان کے لوگوں کے پاس بجلی کے علاوہ زراعت کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ نہ چشمے ہیں، نہ کاریزیں ہیں، نہ نہریں ہیں۔ بلوچستان کے عوام کا زرعی انحصار صرف بجلی پر ہے۔ جب رعایت بلوچستان کے عوام سے لی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بلوچستان والے زراعت کا کام چھوڑ جائیں گے۔ از راہِ کرم میری گزارش ہے کہ بلوچستان سے جو رعایت کی گئی تھی وہ واپس نہ لی جائے۔ وہ جو

fixed rate کا چار ہزار ریٹ تھا، اس کو اگر بحال کیا جائے تو زراعت کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دوسری بات یہ ہے کہ بلوچستان کے لیے بالخصوص جو میرا جو حلقہ انتخاب ہے ژوب اور قلعہ سیف اللہ ہے اس سے جو جہاز کی سہولت تھی۔ اب سننے میں آیا ہے کہ ژوب کے لیے جو جہاز کی سہولت تھی وہ ابھی میسر نہیں ہوئی ہے۔ لہٰذا وزیر صاحب تو ابھی تشریف نہیں رکھتے ہیں تو میری گزارش ہے شاہ صاحب سے جو جہاز کی سہولت ہے ژوب کے لیے وہ بحال کی جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ جہاز relate کیوں کہ میرے ڈی آئی خان سے ہوتے ہوئے ژوب جاتا ہے تو گراؤنڈ کیا انہوں نے ATR خورشید شاہ صاحب جی۔

سید خورشید احمد شاہ: سر ان کا سال میں ایک مرتبہ جہازوں کی rehabilitation ہوتی ہے اور International Civil Aviation کی ٹیم آتی ہے جو چیک کرتی ہے۔ ان کے لیے پندرہ بیس دن کے لئے problem آئے گی۔ جس کو وہ چیک کر کے allow کر کے سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں کیوں کہ انسانی زندگیوں کا مسئلہ ہے۔ وہ پی آئی اے بھی نہیں چاہتی۔ حکومت بھی نہیں چاہے گی کہ خدانخواستہ ایسا کوئی حادثہ ہو جائے تو اس وجہ سے ہو رہا ہے تو ابھی میری پی آئی اے کے ایم ڈی سے بات ہوئی تھی کہ وہ کہتا ہے کہ انشاء اللہ ہم نے گیارہ آرڈر دیے ہیں lease کے لیے۔ کیوں کہ پہلے اس سے یہ ہوتا تھا کہ آپ اربوں روپے کے جہاز خرید لیتے تھے اور ان کا interest آپ کے اوپر پڑتا رہتا تھا۔ ابھی بھی پی آئی اے جو pay کرتی ہے وہ اٹھارہ ارب روپے سال interest pay کرتی ہے جو triple seven آئے اور سارا جو ابھی loss دکھا رہی ہے PIA main اس کا یہ problem ہے۔ دوسری بات ابھی جو یہ کر رہے ہیں۔ ابھی lease پر جہاز لے رہے ہیں۔ ایک پانچ سال کی lease پر اور lease کی lease ان کو دیتے جائیں گے جو international bidding ملی ہے تو مارچ تک وہ گیارہ بڑے اچھے نئے جہاز بھی آ جائیں گے تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ایک بہتری آ سکتی ہے۔ پی آئی اے میں اور ژوب کا مسئلہ اور آپ کے ڈیرہ اسماعیل خان کا مسئلہ بھی اس میں حل ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ بجلی سے related ہے تو وہ نوید قمر صاحب آ جاتے ہیں تو ہم لے لیتے ہیں۔ جی شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: جی میں بجلی کا بھی جواب دے سکتا ہوں ورنہ نوید قمر mind کرے گا کہ وہ میری منسٹری پر بھی وہ بولنا شروع ہو گیا ہے۔

قائم مقام سپیکر: نہیں وہ fix rate کا مسئلہ تھا تو نوید قمر صاحب آ جاتے ہیں تو میں پوچھ لیتا ہوں۔ جی امیر مقام صاحب on Point of Order۔

انجنیئر امیر مقام: شکریہ جناب سپیکر! ماشاء اللہ شاہ صاحب جوابات ہر ایک کے دے بھی سکتے ہیں اور دے بھی رہے ہیں آگے اپنے ساتھ نوٹ بھی کریں کہ اس پر بھی عمل بھی ہو۔ میرا ایک اہم ایشو ہے اور یہ میں نے پارلیمنٹ میں کئی دفعہ raise بھی کیا ہے اور اس پر سینٹ میں debate ہوئی ہے اور سینیٹ اور اخبار کٹنگ وغیرہ میں ساتھ دیے حفیظ شیخ صاحب نے اور حنا ربانی کھر صاحبہ نے جوابات بھی دیے کہ ہم نے شامل کیا ہے۔ میرا مین پوائنٹ یہ ہے کہ کہ مالاکنڈ ڈویژن جو militancy کا شکار رہا اور لوگوں نے بہت بڑی قربانیاں دی ہیں اور پرائم منسٹر صاحب کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔ مگر وہی جو loans تھے ایگریکلچر لون اس کو write off کیے اور ان کے قرضے معاف کیے ہیں اور ساتھ ساتھ جو ملازمین ہیں۔ ان ملازموں کے بھی قرضے معاف کر دیے ہیں۔ مگر نوٹیفکیشن میں پتہ نہیں ہے کہ یہ ایک بات کی گئی کہ جن کے سو کینال ہے اس پر یہ لاگو نہیں ہے تو میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارے وہی سارے پہاڑی علاقے ہیں۔ دیہاتی اور وہی سو کینال ایک ڈکارک ہوتا ہے یا چراگاہ ہوتا ہے۔ اسی ٹائیپ کے ہوتے ہیں تو سو کینال سے یہ نہیں کے بندہ

اتنا ہے کہ انہوں نے لون لیا ہو تو ان کو معاف ہی نہیں ہو تو پہلے بھی ہم نے کہا ہے کہ اس سے یہ شرط ہٹادی جائے سوکینال والا اس سے کافی لوگ affect ہوئے اور ساتھ ساتھ دوسری اہم بات کہ سب نے قربانیاں دی مالاکنڈ ڈویژن میں اور اس میں شانگلہ اور لوئر دیر اور اپر دیر کو نکالا گیا۔ میں نے پہلے بھی کہا کہ مجھے یہ جواب دیا کہ صوبائی حکومت نے recommend نہیں کیا ہے تو میں نے کہا کہ مجھے ایک سمجھ تو آتی ہے اگر میرے ضلع کو recommend نہیں کیا ہے تو وہی لوگ مجھے ووٹ دیتے ہیں۔ مگر وہ دیر اپر اور لوئر کی بھی recommendation نہیں ہوئی ہے تو آپ سب کو پتہ ہے کہ میرے ضلع میں آپریشن بھی دو مرتبہ ہوا ہے شانگلہ میں۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ ہوا ہے اور دیر کو دیکھیں گے تو لوئر دیر سے سب کچھ شروع ہوا دہشت گردی اور وغیرہ وغیرہ۔ وہیں سے میدان کی علاقے سے۔ یہاں پرائم منسٹر نے Floor of the House کہہ دیا کے ہم اس کو شامل کریں گے۔ اس میں ڈالیں گے تو آج میں اس لیے دوبارہ اٹھا کہ آج مجھے لوگوں نے سوات سے فون کیا اور کہا کہ ہم سارے لوگ اکٹھے ہوئے ہیں اور ہم ہائی کورٹ جارہے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہر چیز کے لیے ہائی کورٹ جائیں اور سپریم کورٹ جائیں۔ یہ بات مجھے سمجھ میں ہی نہیں آرہی ہے کہ یہ کتنی زیادتی ہے کہ مالاکنڈ ڈویژن ہم اور آپ ہوئے تو اس میں دیر، اپر، دیر لوئر اور شانگلہ کیوں نہیں ہے یہ میرا مین سوال تھا اور پرائم منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم شامل کردیں گے۔ حفیظ شیخ صاحب نے کہا کہ ہم شامل کردیں گے۔ مگر آج تک یہ شامل نہیں ہوا تو ابھی مجھے وہاں سے فون آیا ہے کہ ہم لوگ سارے اکٹھے ہوئے ہیں ہم ہائی کورٹ میں جارہے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ پھر پارلیمنٹ کا کیا فائدہ ہے۔ ان لوگوں نے ہمیں کیوں بھیجا ہے کہ ہر بات سپریم کورٹ میں جائے اور ہائی کورٹ میں جائے یا احتجاج کیا جائے تو میں دوبارہ اسے آپ بھی میری مدد کریں مگر اس ایریا میں دوبارہ خورشید شاہ صاحب سے کہتا ہوں کہ ایک genuine issue ہے۔ خدا کے لیے ہر چیز کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ نہ لیکر جائیں اور ہر چیز پر ہمیں احتجاج پر مجبور نہ کردیا جائے۔ اگر ہم نے پارلیمنٹ کو ووٹ دیا ہے اور یہاں آئے اور بات کرتے ہیں اور نہ پرائم منسٹر کی سنی جاتی ہے نہ منسٹر کی سنی جاتی ہے اور نہ کسی پر عمل ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ٹھیک ہے جی اسفندیار ولی صاحب اس پر respond کرنا چاہتے ہیں جی۔

جناب اسفندیار ولی: جناب سپیکر! سوال کا جواب دینا تو میرے بھائی خورشید شاہ صاحب کا کام ہے۔ لیکن ایک بات جو فاضل ممبر نے کہی کہ صوبے سے اس کی سفارش نہیں آئی تو میں ان کو تسلی دیتا ہوں کہ میں آج ہی صوبائی حکومت سے بات کردوں گا جو شانگلہ ،اپر، دیر کے جو مسائل ہیں وہ سر بالکل ان کے سر آنکھوں پر میں انہیں کہہ دوں گا۔ آپ کو بلالیں گے آپ بیٹھ جائیں ان کے پاس اور جو بھی مسئلے ہیں وہاں پر حل کردیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اور ایک ایشو کل Calling Attention میں بھی discuss ہوا تھا اور اس میں مخدوم شہاب الدین صاحب نے respond کیا تھا کہ کچھ علاقوں کے پیسے حکومت جمع کروارہی ہے اور میرے خیال میں امیر مقام صاحب You are a Federal Minister تو یہ کیبنٹ میں آپ اگر discuss کرلیں آپس میں تو میرے خیال میں۔ یہاں پر فیڈرل منسٹر، دوسرے فیڈرل منسٹر سے کیا سوال کرسکتے ہیں۔ جی امیر مقام صاحب۔

انجنیئر امیر مقام: میں منسٹر نہیں ہوں میں نے کئی دفعہ کہہ دیا ہے کہ میں نے resign دیا ہے۔ accept کرنے کے لیے میں بھی سپریم کورٹ جاؤں ۔ میری بات سنیں Please Mr. Speaker کیا میں نے استعفیٰ دیا ہے جب سے میں نے حلف لیا ہے اس کے تیسرے دن میں نے resign دیا ہے اور پرائم منسٹر کو بھی دیا ہے اور صدر صاحب کو بھی دیا ہے تو میں آج یہ کہتا ہوں کہ یار استعفیٰ منظور کرنے کے لیے کیا میں بھی سپریم کورٹ جاؤں کہ میرا استعفیٰ منظور کیا جائے۔ بحیثیت ایم این اے مراعات بھی بند ہوئے۔ میں

نے جب سے حلف لیا ہے اور میرے مراعات بند ہوئے اگر میں نے کوئی سرکاری گاڑی لی ہو میں نے کوئی تنخواہ لی ہو۔ میں کسی کیبنٹ کی میٹنگ میں گیا ہوں۔ کوئی مراعات بھی ہو تو پھر ٹھیک ہے۔ میں نے تو اسی دن سے چھوڑ دیا ہے تو خدا کے لیے مجھے منسٹر نہ کہیں۔ میں ایک عام ممبر ہوں اور میرا status بحال کیا جائے۔ سابقہ وزیر ضرور ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کا نوٹیفکیشن میری آفس تک ابھی تک نہیں آیا تو اس لیے ہم آپ منسٹر treat کریں گے۔ جی سید خورشید احمد شاہ صاحب جی۔

سید خورشید احمد شاہ: پہلے تو میں اپنے بھائی کو بتاؤں کہ جتنے بھی پرائم منسٹر نے commitment کی ہے وہ پوری کی ہے۔ بارہ ایکڑ کی جو کرتے تھے وہ Government servant کرتے تھے وہ سارے معاف ہوگئے ہیں اور ان کو خود کو بھی پتہ ہے کہ معاف ہوگئے ہیں بارہ ایکڑ والے اور جو ملازمین کے لون سے ان کو بھی ان لوگوں نے consider کیا ہے۔ جہاں تک یہ بات کرتے ہیں کہ مجھے بھی سپریم کورٹ میں جانا پڑے گا تو یہ آزاد عدلیہ ہے، آزاد شہری ہیں جا سکتے ہیں نہ اس کو کوئی روک نہیں سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تھوڑا سا بزنس لے لوں اس کے بعد پھر ہم آتے ہیں Point of Order پر آئٹم نمبر 3 جی مسٹر خرم جہانگیر وٹو to move item No. 3, not present. We will defer this آئٹم نمبر 5 جی مس تسنیم صدیقی صاحبہ جی to move item No. 5۔

THE CIVIL SERVANTS (AMENDMENT) BILL, 2011

Ms. Tasneem Siddiqui: Thank you Deputy Speaker Sahib, I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2011]. (Amendment of section, 2, 3, and insertion of new section 22).

جناب قائم مقام سپیکر: جی خورشید شاہ صاحب آپ اس کو موو کریں گے۔ شاہ صاحب آپ لیں گے۔ Do you oppose it.

Syed Khursheed Ahmed Shah: Not opposed.

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے salient features ذرا بتا دیں تسنیم صدیقی صاحبہ بل کے متعلق۔ یہ کیا ہے کس کے متعلق ہے۔

محترمہ تسنیم صدیقی: یہ اس کے بارے میں ہے یہ جو Civil Servants ہیں یہ Act 1973 کے تحت ایک تو یہ کہ وہ گورنمنٹ جاب میں نہیں ہو سکتے۔ بات یہ ہے کہ یہ amendment یہ ہے کہ جب وہ FPSC میں apply کریں یا جب وہ جاب میں آئیں تو اس وقت وہ declare کریں کہ وہ پاکستان کے علاوہ ان کے پاس کسی اور ملک کا پاسپورٹ ہے اور اگر ان کے پاس کسی اور ملک کا پاسپورٹ ہے تو ان کو کوئی right نہیں ہے کہ وہ پاکستان میں رہ کر وہاں کی بھی شہریت جو ہے اس کو بھی enjoy کریں یہاں کی بھی جو facilities ہیں اس کو بھی enjoy کریں اور پاکستانی کسی اور شہری کا کیوں کہ کسی اور ملک کا شہری نہیں ہے اس کا جو right ہے وہ چھینے۔ ہوتا یہ ہے کہ تاجر بھی اور خاص طور پر سول سرونٹس ہیں یہ جب دوسرے ملک کی nationality لے لیتے ہیں وہاں کے جب citizens بن جاتے ہیں۔ تو یہاں پر بھی وہ declare نہیں کرتے اور declare کرتے بھی ہیں کہ وہ پاکستان کی national اور ان کو یہاں کے privileges بھی دیں۔ یہاں پر وہ کرپشن کرتے ہیں اور ان کو پتا ہوتا ہے کہ کرپشن کر کے ان کے لیے ایک اور safe home ہے جہاں پر انہوں نے بھاگ جانا ہے اور جہاں پر ان کا پیچھا کوئی نہیں کر سکتا۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ تمام سول سرونٹس کے

لیے یہ ضروری ہونا چاہیے کہ وہ صرف پاکستان کے national ہوں اور اگر کوئی affidavit غلط دے تو سخت سے سخت سزا تجویز کرنی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید خورشید شاہ صاحب۔

Syed Khursheed Ahmed Shah: Sir. Not opposed.

اور اس پر بحث ہونی چاہیے۔

Mr. Acting Speaker: Now I put the Motion to the House. The question is that the leave to introduce a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2011]. (Amendment of section, 2, 3, and insertion of new section 22) be granted.

The leave for introduce the Bill was granted.

Mr. Acting Speaker: Ms. Tasneem Siddiqui Sahiba to move item No. 6. Short title

پڑھ لیں اس کا۔ بل کا ٹائٹل پڑھ لیں۔

Ms. Tasneem Siddiqui: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2011]. (Amendment of section, 2, 3, and insertion of new section 22) be granted.

Mr. Acting Speaker: The Bill in question stands introduced.

The motion was adopted.

Mr. Acting Speaker: Item No. 7. Syed Nasir Ali Shah Sahib to move item No.7.

سید ناصر علی شاہ: شکریہ جناب سپیکر۔ اس سے پہلے کہ میں بل پیش کروں اپنا۔ میں چاہوں گا کہ ایک دو اہم مسئلے پر بات کروں آپ کی اجازت سے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ بعد میں کر لیں۔ پہلے بل introduce کرالیں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کو لے لوں گا۔

سید ناصر علی شاہ : میں بہت مختصراً بات کروں گا اور بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو بعد میں پوائنٹ آف آرڈر دے دوں گا لیکن ابھی ہم Bill introduce کرا رہے ہیں۔ پہلے آپ یہ بزنس لے لیں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بعد میں لے لوں گا۔

سید ناصر علی شاہ: جناب سپیکر! یہ بل جو ہے میرا عوامی نمائندگی ایکٹ مجریہ 1976 ترمیمی بل ہے۔ جو کہ الیکشن کے حوالے سے ہے ۔ جنرل الیکشن کے حوالے سے اور اس کے اخراجات کے حوالے سے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے آپ leave seek کر لیں جو آپ کا بل ہے۔ Item No. 7 پڑھ لے۔

[THE REPRESENTATION OF THE PEOPLE (AMENDMENT) BILL, 2011]

Syed Nasir Ali Shah: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 2011]. (Amendment of sections 7, 12, 42 etc.)

جناب قائم مقام سپیکر: اب اس کے متعلق تھوڑی سی تفصیل بتا دیں۔

سید ناصر علی شاہ: جناب سپیکر! چونکہ یہ بل میں الیکشن کے حوالے سے پیش کرنا چاہ رہا ہوں۔ پاکستان میں اٹھانوے فیصد عوام جو ہے وہ اس ہاؤس سے محروم ہے۔ جبکہ آپ کے آئین میں دیا گیا ہے کہ ہر شہری کو حقوق حاصل ہے اور وہ الیکشن میں participate کر سکتا ہے۔ مگر دوسری طرف جو الیکشن کے اخراجات ہیں وہ لاکھوں میں کروڑوں میں ہے۔ میں آپ سے اس ہاؤس میں پوچھوں گا کہ ایک عام آدمی ایک عام شخص پاکستان کا الیکشن میں participate کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں وہ ایک قدغن ہے۔ ایک طرف سے تو حقوق دیے گئے ہیں اور دوسری طرف سے اس کا رستہ بند کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اس الیکشن میں participate نہ کر سکے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں باقاعدہ طور پر سارا ایکٹ آپ کے سامنے پڑھوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کو پہلے ہم منسٹر صاحب سے چیک کر لیں کہ وہ اس کو oppose کرتے ہیں یا نہیں۔

سید ناصر علی شاہ: منسٹر صاحب تو ہے نہیں ہمارے۔

جناب قائم مقام سپیکر: خورشید شاہ صاحب بزنس لے رہے ہیں۔

Mr. Acting Speaker: Do you oppose it?

Syed Khursheed Ahmed Shah: Not opposed.

Mr. Acting Speaker: Now I put the motion to the House. The question is that the leave to introduce a Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 2011]. (Amendment of sections 7, 12, 24 etc.) be granted.

The Bill was granted.

Mr. Acting Speaker: Item No.8. Syed Nasir Ali Shah to move item No. 8.

سید ناصر علی شاہ: میں چاہوں گا کہ Bill introduce کروں۔ اس کے لیے میں کچھ دلائل دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: صرف introduce کرا دیں۔ صرف اپنا ٹائٹل پڑھ لیں۔

سید ناصر علی شاہ: اس ایکٹ کو عوامی نمائندگی کا ترمیمی ایکٹ 2011 کہا جائے۔ یہ ایک بار لاگو ہوگا عوامی نمائندگی ایکٹ 1976 کے سیکشن 7 میں اضافہ مذکورہ ایکٹ کے سیکشن 7 کے سب سیکشن 4 کے بعد یہ بات شامل کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: صرف یہ کہ دیں کہ میں اس بل کو introduce کرنا چاہتا ہوں۔

سید ناصر علی شاہ: میں اس بل کو introduce کرنا چاہوں گا۔

Mr. Acting Speaker: The Bill in question stands introduced.

Mr. Acting Speaker: Item No. 9. Ms. Tasneem Siddiqui Sahiba to move item No. 9.

Ms. Tasneem Siddiqui: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 2011]. (Amendment of sections 12, 14 and 99).

Mr. Acting Speaker: Syed Khursheed Shah Sahib. Do you oppose it?

Syed Khursheed Ahmed Shah: Not opposed.

اس کو کلب کر دیں کہ جب وہ جائے گا تو دونوں پر ایک ہی وقت میں غور ہو جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ سارے اکٹھے ہی جائیں گے۔

Acting Speaker: Now I put the motion to the House. The question is that the leave to introduce a Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 2011]. (Amendment of sections 12, 14 and 99).

The Bill is granted.

Mr. Acting Speaker: Ms. Tasneem Siddiqui Sahiba to move item No. 10.

محترمہ تسنیم صدیقی: اس میں میں تھوڑا سا بتانا چاہوں گی کہ میں اس بل کو پہلے بھی دے چکی ہوں۔ جس پر ابھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ الیکشن کمیشن نے مانا ہے کہ dual nationality پر کوئی بھی سینیٹ یا اسمبلی کا الیکشن نہیں لڑ سکتے۔ تو اس میں تھوڑی سی amendment یہ ہے کہ I believe یہ الیکشن کمیشن کی wholly solely responsibility ہونی چاہیے۔ کہ جب کوئی بھی nomination papers داخل ہوں تو اس کے ساتھ جو affidavit وہ دیں اس کی scrutiny returning officer کی ذمہ داری ہوں۔ یہ نہیں کہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ عوام میں سے کوئی آئے اور courts میں جائے اور اس کو sue کرے یا اس کا opponent وہ جائے courts میں اور اس کو sue کرے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ الیکشن کمیشن کی ٹوٹل ذمہ داری ہونی چاہیے کہ جو بھی nomination papers آئیں اس کی validation وہ تمام embassies کو لکھیں یا جو بھی ان کا طریقہ کار ہے۔ یہ بی اے کی ڈگری کی طرح نہیں ہونا چاہیئے کہ بعد میں وہ آرہے ہیں اور وہ تین تین سال چار چار سال کیسز چل رہے ہیں اور اس کے بعد ان کا کوئی رزلٹ نہیں نکل رہا۔ یہ اسی وقت Election Commission should be held responsible کہ کوئی بھی غلط بندہ الیکشن میں حصہ نہ لے سکے اور غلط affidavit نہ دے۔ Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: آئٹم نمبر 10 مس تسنیم صدیقی صاحبہ Introduce کرائیں۔

Ms. Tasneem Siddiqui: I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Representation of the People Act, 1976 [The Representation of the People (Amendment) Bill, 2011]. (Amendment of sections 12, 14 and 99).

Mr. Acting Speaker: The Bill in question stands introduced.

Mr. Acting Speaker: Item No. 11, Ms. Qudsia Arshad Sahiba to move Item No. 11. Not present. We will defer it. Item No. 13. Miss Tasneem Siddiqi Sahiba to move Item No. 13.

THE PAKISTAN CITIZENSHIP (AMENDMENT) BILL, 2011

Ms Tasneem Siddiqui: Thank you Speaker Sahib. I beg to move for leave to introduce a Bill fur to amend the Pakistan Citizenship Act, 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2011] (Substitution of section 14, omission of section 15 and amendment of sections 14A, 16 and 21).

Mr. Acting Speaker: Syed Khursheed Shah Sahib, do you oppose it?

Syed Khursheed Ahmed Shah: Not opposed.

Mr. Acting Speaker: Now I put the Motion to the House. The question is that the leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Citizenship Act, 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2011] (Substitution of section 14, omission of section 15 and amendment of sections 14A, 16 and 21) be granted. The Bill is granted.

Mr. Acting Speaker: Item No. 14, Miss Tasneem Siddiqi Sahiba to move Item No. 14.

محترمہ تسنیم صدیقی: اس کے salient features نہیں بتانے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بعد بتادیں۔

محترمہ تسنیم صدیقی: اس کے salient features یہ ہیں میں سمجھتی ہوں کہ کسی بھی ملک کی جو شہریت ہے جو citizenship ہے۔ یہ ایک مقدس commitment ہے اس ملک کے آئین اور قوانین کے ساتھ۔ اور کسی بھی ملک کے قوانین ایسے ہونے چاہییے کہ اپنے ملک کے ساتھ لوگوں کی loyalty اور commitment کو ensure کر سکیں۔ تو یہ بہت دفعہ یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ جو ہیں، جیسے یہاں پر اگر کسی ادارے میں foreigners کے لیے سیٹس ہیں۔ تو وہ being born in some country ان کے پاس وہاں کی citizenship ہوتی ہے وہ یہاں پر آکر داخلہ لیتے ہیں یونیورسٹیز میں کالجز میں فارن کوٹہ پر۔ اور اس کے بعد وہ اسی ملک میں پاکستان میں ہی رہ کر وہ as Pakistani citizen نوکریاں بھی لے لیتے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ جب کوئی بچہ اٹھارہ سال کا ہو جائے۔ اور وہ باہر پیدا ہوا ہے کسی ملک میں۔ تو اس کو یہ decide کرنا ہو گا کہ وہ پاکستان کی شہریت رکھنا چاہتا ہے۔ یا وہ جس ملک میں رہ رہا ہے وہ وہاں کی شہریت رکھنا چاہ رہا ہے۔ یہ clearly قانون بننا چاہیے کہ وہ ایک ملک کی شہریت رکھے اور ایک ملک کے privileges اور فائدے ایک ہی ملک کے حاصل کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ move کر لیں آئٹم نمبر 14 کر لیں

Miss Tasneem Siddiqui: I beg to introduce a Bill fur to amend the Pakistan Citizenship Act, 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 2011] (Substitution of section 14, omission of section 15 and amendment of sections 14A, 16 and 21).

Mr. Acting Speaker: The Bill in question stands introduced.

جناب قائم مقام سپیکر: آئٹم نمبر 15 اور 16 کی درخواست آئی ہے deferment کے لیے تو we will defer it for next rota day. Item No. 17, Dr. Azra Fazal Sahiba to move Item No. 17. Not present. We will defer it.

Mr. Acting Speaker: Item No. 19, Justice (Retd) Mrs. Fakharunisa Khokher Sahiba to move Item No. 19.

[THE CRIMINAL LAW (AMENDMENT) BILL, 2011]

Justice (Retd) Mrs. Fakharunisa Khokher: Thank you Mr. Speaker. I move for leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011] (Insertion of new section 297A). Also to introduce the Bill, if leave is granted. If your kindself allow me then I state the object, the statement of objects. Should I?

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب سے پہلے کرالیں پھر۔ Syed Khursheed Shah Sahib, do you oppose it?

Syed Khursheed Ahmed Shah: Not opposed.

Mr. Acting Speaker: Fakharunisa Khokher Sahiba you can.

جسٹس (ریٹائرڈ) فخر النساء کھوکھر: اس میں جناب والا میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ جو قبروں کا تقدس ہے نہ صرف یہ کہ قانون میں ہے انسانی جذبات میں ہے۔ بلکہ آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے مذہب نے یہ allow کیا ہے کہ ان قبروں کو repair کرنے کے لیے سال میں آپ کا جانا ضروری ہے۔ تو اس احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کسی قبر کی بے حرمتی کرنا اس کو defile کرنا اس کو damage کرنا اس کو unearth کرنا اور پھر اس بے حرمتی کی وجہ سے اور وہ لوگ بھی جو اس abatement میں ملوث ہیں کہ ان لاشوں کو dig کیا جائے اور قبروں کو unearth کیا جائے اور پھر ان کو استعمال کیا جائے commercial purposes کے لیے۔ تو جناب والا penal code میں اس کی سزا تقریباً تین ماہ ہے۔ لیکن میرے اس بل میں یہ ہے کہ کوئی بھی defile کرے damage کرے unearth کرے یا اس کو abatement کرے تو اس کی سزا کم از کم دس سال ہو۔

Mr. Acting Speaker: Now I put the Motion to the House. The question is that the leave to introduce a Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the

Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011] (Insertion of new section 297A) be granted. The Bill is granted.

Mr. Acting Speaker: Item No. 20, Justice (Retd) Fakharunisa Khokher Sahiba to move Item No. 20.

Justice (Retd) Ms. Fakharunisa Khokher: I introduce the Bill further to amend the Pakistan Penal Code, 1860 and the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Criminal Law (Amendment) Bill, 2011] (Insertion of new section 297A).

Mr. Acting Speaker: The Bill in question stands introduced.

Mr. Acting Speaker: Item No. 21, Mrs. Yasmeen Rehman Sahiba to move Item No. 21.

[THE CIVIL SERVANTS (AMENDMENT) BILL, 2011]

Mrs. Yasmeen Rehman: Thank you Speaker Sahib. I would like to have a leave to introduce a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2011] (Amendment of section 10).

Mr. Acting Speaker: Syed Khursheed Shah Sahib, do you oppose it?

Syed Khursheed Ahmed Shah: Not opposed.

جناب قائم مقام سپیکر: یاسمین رحمٰن صاحبہ اس کے متعلق آپ کچھ کہنا چاہیں گی۔

محترمہ یاسمین رحمٰن: سپیکر صاحب اس میں جو disabled کا کوٹہ ہے سول سروسز میں اس کے حوالے سے میں نے کچھ پرپوزل رکھے ہیں۔ جو کہ اس وقت special persons کو یا disabled persons کو پیش آرہے ہیں تو اس حوالے سے میں یہ کہنا چاہوں گی کہ جیسے منسٹری devolve ہوئی ہیں تو بہت سے disabled persons جیسے وہ اسلام آباد میں جاب کر رہے تھے ان کو سندھ میں یا بلوچستان یا کہیں دور دراز علاقوں میں بھیج دیا گیا ہے۔ جو کہ practically ان لوگوں کے لیے بہت difficult ہے کہ وہ ایسے علاقوں میں جا کر serve کر سکیں۔ کیونکہ وہ راستوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ وہ کسی ہیلپ یا سپورٹ کے بغیر move نہیں کر سکتے۔ اور ان کے لیے ایک مشکل بن جاتی ہے۔ تو میں نے ان کے لیے پرپوزل یہ دیا ہے کہ disabled persons کے کوٹہ میں ساتھ میں یہ add کر دیا جائے proviso civil servants act میں کہ جو ایسے لوگ ہوں جو اپنی own میں ان سروسز کو انجام نہیں دے سکتے dependent ہیں دوسرے کسی کی سپورٹ پر۔ ان کی ٹرانسفر ہوم ڈسٹرک یا ہوم ٹاؤن سے باہر نہ کی جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ ان کو اسی ڈسٹرک میں serve کرنے دیا جائے۔ اگر کوئی ضروری ہو تو پھر کوئی council ہے rehabilitation council اس کے ذریعے ان کے لیے کوئی ٹرانسفر کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ nearest to their home town, nearest to their district ہو۔ تو میں اس میں چاہوں گی کہ حکومت سنجیدگی کے ساتھ جلد از جلد اس

کو لاگو کرے کیونکہ منسٹری devolve ہونے کے بعد disabled persons کو بہت مشکلات کا سامنا ہے ان کے لیے دوسرے شہروں میں جا کر serve کرنا بہت مشکل ہے۔

Mr. Acting Speaker: Now I put the Motion to the House. The question is that the leave to introduce a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2011] (Amendment of section 10) be granted. The Bill was granted.

Mr. Acting Speaker: Item No. 22. Mrs. Yasmeen Rehman Sahiba to move Item No. 22.

Mrs. Yasmeen Rehman: I wish to introduce a Bill further to amend the Civil Servants Act, 1973 [The Civil Servants (Amendment) Bill, 2011] (Amendment of section 10).

Mr. Acting Speaker: The Bill in question stands introduced. Item No. 23, Dr. Azra Fazal Sahiba to move Item No. 23. Not present. Item No. 25, Ms. Shireen Arshad Khan Sahiba to move Item No. 25. Not present, so we will defer it. Item No. 27, Mr. Khurram Jehangir Wattoo to move Item No. 27, not present. Item No. 29, Mr. Naseer Bhutta Sahib to move Item No. 29. Not present. Item No. 31 Mr. Naseer Bhutta Sahib. Mr. Murtaza Javed Abbasi Sahib. Both not present. Item No. 33 Mr. Khurram Jehangir Wattoo Sahib is not present. Item No. 35 Mr. Khurram Jehangir Wattoo Sahib is not present. Item No. 37 Mr. Khurram Jehangir Wattoo Sahib is not present. Should we take Calling Attention? Who is taking Finance? Makhdoom Shahabuddin Sahib or who? جی ناصر علی شاہ صاحب آپ کو پوائنٹ آف آرڈر تھا اس پر آپ بات کر لیں۔

POINT OF ORDER

سید ناصر علی شاہ: جناب سپیکر میں ایک دو نقطوں پر اس ہاؤس میں بات کرنا چاہوں گا اور آپ کی وساطت سے اس ہاؤس کی توجہ دلانا چاہوں گا۔ ایک تو یہ کہ کل پاکستان مسلم لیگ ن کے قائد میاں نواز شریف کراچی تشریف لے گئے تھے اور سردار عطاء اللہ خان مینگل سے انہوں نے ملاقات کی، جو کہ ایک معمر اور قابل احترام شخصیت ہیں اور بلوچستان کے حوالے سے جو انہوں نے اپنا نکتہ نگاہ پیش کیا اور اس میں انہوں نے کہا ہے کہ جب تک نواب اکبر بگٹی کے قاتلوں کو کیفر کردار تک نہیں پہنچایا جاتا، اور جو لوگ پہاڑوں پر چڑھے ہوئے ہیں ان سے گفتگو نہیں کی جاتی تو بلوچستان کا مسئلہ no return کی حد تک پہنچ چکا ہے۔ تو میں حکومت وقت سے بھی گزارش کروں گا اور دست بستہ عرض کروں گا کہ خدا کے لئے بلوچستان پاکستان کا حصہ ہے اور آپ بھی اس کو serious طور پر لیں اور ان لوگوں سے بات کریں، جو لوگ پہاڑوں پر ہیں تو کیا وہ غیر ملکی ہیں؟ جب ہم انڈیا سے بات کر سکتے ہیں دوسرے لوگوں سے بات کر سکتے

ہیں تو ان سے کیوں نہیں بات کر سکتے۔ تو میری گزارش ہے حکومت سے کہ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے بلوچستان کے مسئلے پر خاص توجہ دی جائے تاکہ بلوچستان میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے وہ ختم ہو۔ دوسری میں بات کرنا چاہوں گا کہ پاکستان میں اس وقت جو اجناس کی قیمتیں ہیں وہ آسمانوں کو چھو رہی ہیں۔ کیا ہم انڈیا کی طرح جس طرح انہوں نے کل اسمبلی میں بل پاس کیا ہے کہ آٹا دو روپے کلو، چاول تین روپے کلو اور دوسری اجناس ایک روپیہ کلو، تو کیا ہماری اسمبلی کوئی ایسی قرارداد یا کوئی ایسی کارروائی نہیں کر سکتی جو یہاں کے غریب عوام کو ریلیف دے سکے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی امیر مقام صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ جی امیر مقام صاحب۔

انجینئر امیر مقام: جناب سپیکر منسٹر آف واٹر اینڈ پاور موجود ہیں اور ان کے حوالے سے میرے تحفظات ہیں اگر وہ سن لیں تو مہربانی ہو گی۔ اگرچہ ہمیں پورے صوبے کے لئے بات کرنی چاہیے، بلکہ پورے ملک کے لئے بات کرنی چاہیے اور میں نے کوشش بھی کی ہے کہ جہاں بھی کوئی ایشو ہو اس کو اٹھایا جائے۔ چونکہ میں ایک سال سے ایک جائز مسئلے کے حل کے لئے لگا ہوا ہوں جو میرے علاقے شانگلہ کے حوالے سے ہے۔ ایک دو دفعہ میں پرائم منسٹر صاحب کے نوٹس میں بھی لایا ہوں اور continuously جب نوید قمر صاحب سے پہلے پرویز اشرف صاحب منسٹر تھے ان کے نوٹس میں بھی لایا ہوں مگر اس پر ابھی تک کچھ ہوا نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم نے 2003ء میں خان خوڑ جو ہمارے علاقے سے گزرتا ہے وہاں پر بجلی گھر بنانے کا منصوبہ بنایا اور حکومت کا عوام سے ایگریمنٹ کروا دیا اور ماشاء اللہ وہ بجلی گھر بن بھی گیا اور اب بھی 72 میگاواٹ بجلی پیدا کر رہا ہے۔ سات آٹھ مہینوں سے وہ چل بھی رہا ہے۔ اس کی بجلی نیشنل گرڈ میں آ رہی ہے اور اس سے اربوں روپے کا منافع بھی حاصل ہو رہا ہے۔ مگر بدقسمتی سے میں نے بار بار کہا ہے کہ اگر آپ وہاں جائیں جہاں خان خوڑ ہے تو جب پانی دوسری طرف divert کر دیا گیا اور ڈیم بن گیا تو نیچے ساری زمین سوکھ گئی اور بشام کے جو لوگ ہیں ان کو پینے کا پانی بھی نہیں مل رہا۔ وہ ابھی انڈس دریا سے لے رہے ہیں lift کرا رہے ہیں اور ان کی زمینیں ساری خشک ہو گئی ہیں۔ ان کو اتنی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ہے تو جو commitment as a Government میں نے ان کے ساتھ اس وقت کیا تھا جب میں خود وزیر تھا تو ابھی تک وہ honour نہیں ہو رہا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ ہمارے ساتھ وہی واپڈا کی بدمعاشی ہے اور ان کی جو پیپکو ہے اور پیسکو ہے ان کی بھی۔ میں ان کی کیا کیا مثالیں دوں۔ ایک تو جو commitment ہے اس کو honour نہیں کیا جا رہا۔ میٹنگ کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ نوید قمر صاحب ہمارے لئے بڑے قابل احترام ہیں اور میں انہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان کو ہمارے ساتھ بٹھا تو دیں۔ آپ چیئر کریں اس کو اور دیکھیں کہ اگر کوئی genuine مسئلہ ہے تو اس کو کیوں resolve نہیں کیا جا رہا۔ ابھی میں ان لوگوں کو کیا جواب دوں، کہ ہم نے آپ سے commitment کی تھی as a Government وہ honour نہیں ہو رہا۔ مجھ پر عوام کا انتہائی پریشر ہے کہ ہم اس پاور ہاؤس کو بند کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ہمیں بجلی دستیاب نہیں ہے اور ہم تاریکی میں بیٹھے ہوئے ہیں تو نیچے اسلام آباد میں بجلی ہو یا نہ ہو ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ تو ان کو ہمارے ساتھ بٹھائیں جو genuine بات ہے، جو ہماری commitment ہوئی ہے اس کو honour کریں اور ساتھ ساتھ کچھ اور باتیں بھی ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ ہمارا وہی بدقسمت ضلع ہے کہ جب زلزلہ آیا 2005ء میں تو ساری انفراسٹرکچر تباہ ہو گئی، ہزاروں لوگ مر گئے، انہی دنوں میں گورنمنٹ میں تھا اور ہم نے یہ کوشش کی کہ چونکہ گورنمنٹ آف پاکستان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں تو ہم نے باہر ڈونرز کے ساتھ معاہدے کیے اور اسلامک ڈیویلپمنٹ بینک سے کوہستان اور شانگلہ میں بجلی کے کئی پراجیکٹس منظور کروائے، جن میں گرڈ سٹیشن وغیرہ شامل ہیں۔ ابھی پیسکو والے کہتے ہیں کہ وہ پیسے ایرا کے ساتھ پڑے ہوئے ہیں دو سال سے۔ ابھی وہ پیسکو والوں کو کہہ رہے ہیں کہ ہم

آپ کودے رہے ہیں لیکن یہ کہتے ہیں کہ یہ لون ہے ہم نہیں لے رہے۔ لون کیسا ہے کہ صرف دو فیصد پر ہے اور وہ بھی تیس سال میں واپس کرنے ہیں، یعنی مفت لون ہے۔ تو میں روزانہ ان کی منتیں کرتا ہوں لیکن وہ صاف جواب دے رہے ہیں کہ ہم نہیں لے رہے۔ تو پلیز آپ ان کو بلائیں کہ جو باہر کا پیسہ ہے وہ بھی ضائع نہ ہو جائے یا واپس نہ چلا جائے اور جو ہمارے genuine issues ہیں، اس کے علاوہ جو فلڈ کی وجہ سے تباہی ہوئی اور بجلی کا سسٹم تباہ ہوا۔ آج تک میری ایک پوری تحصیل جس کو شاہ پور کانڑہ ویلی کہتے ہیں وہ ابھی تک بجلی سے بالکل محروم ہے۔ وہاں بجلی ابھی تک restore نہیں کی گئی، کتنے شرم اور دکھ کی بات ہے۔ تو میں بار بار نوید قمر صاحب سے کہتا ہوں کہ پتہ نہیں کتنے پاور فل لوگ واپڈا میں بیٹھے ہوئے ہیں، کہ ہماری کوئی سنتا ہی نہیں ہے۔ لیکن اگر ان کی بھی نہیں سنی جارہی تو کیسے نہیں سنی جارہی پھر یا تو یہ بات نہیں کرتے یا وہ لوگ سنتے نہیں۔ تو پلیز یہ ایک genuine issue ہے اس کو اس نہج تک نہ پہنچائیں کہ میں بھی جاکر ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں، کیونکہ وہ لوگ مجھے ووٹ دیتے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ بیٹھوں گا اور کل اگر کوئی واقعہ ہو جائے، کوئی casualties ہو جائیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہو جائے تو پھر آپ ہی اس کے ذمہ دار ہونگے۔ میں نے آج پھر فلور آف دی ہاؤس پر کہہ دیا۔ میڈیا والے بھی بیٹھے ہوئے ہیں ان کے سامنے بھی کہہ دیا۔ یہ ایشو روز بروز سنگین ہوتا جارہا ہے اور مجھے لوگ کہتے ہیں کہ اگر آپ سے نہیں ہو سکتا تو ہم اس کو خود حل کرلیں گے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ نہیں پارلیمنٹ ہے میں وہیں بات کروں گا، منسٹر صاحب سے بات کروں گا۔ پرائم منسٹر صاحب سے بات کروں گا۔ تو مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہوا۔ میں آج دوبارہ ان سے درخواست کر رہا ہوں اس فلور پر۔ اس دن بھی میں نے درخواست کی تھی اور میں انتظار میں تھا کہ مجھے کوئی جواب آجائے گا لیکن نہیں آیا تو آج میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر آگے کوئی بدمزگی پیدا ہوئی، کوئی واقعہ ہوا، تو اس کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی اور اس منسٹری پر ہوگی تو یہ میں آج ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں اور ان سے جواب کی بھی توقع ہے۔ کہ مجھے تاریخ بھی بتا دیں اور جواب بھی دیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید نوید قمر صاحب۔

سید نوید قمر: شکریہ جناب سپیکر۔ یہ درست ہے کہ the honourable member has been raising this issue and we are in the process of setting up time انشاء اللہ next week میں اگر آپ یہاں موجود ہیں تو ان کو ہم یہاں بلا لیتے ہیں اور یہ سارے ایشوز ایک تو واپڈا کے ساتھ related ہیں یا پیسکو کے ساتھ وہ ان کے ساتھ ڈسکس کرلیں گے اور inter ministerial meeting ہم بلالیں گے تاکہ یہ ایشوز one way or the other sort out ہو جائیں یہ pending نہ رہیں تو I commit that it will be done next week.

جناب قائم مقام سپیکر: جی نواب یوسف تالپور صاحب۔

نواب محمد یوسف تالپور: شکریہ جناب سپیکر! میں گزارش اس ہاؤس میں یہ کرنا چاہ رہا ہوں اور میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ جو ہمارے flood affected areas ہیں جہاں ابھی تک پانی کھڑا ہوا ہے ایک تو وہاں کی جو dewatering ہے وہ پتہ نہیں کیا بات ہے کہ عمر کوٹ کی تین تحصیلیں جو پانی کے اندر ہیں ان کی سپیڈ بڑی کم ہے اور جو وہاں پر پمپ لگے ہوئے ہیں وہ آدھے فنکشن کرتے ہیں اور آدھے نہیں کرتے ہیں۔ رزلٹ یہ ہے کہ کم از کم 60 to 70 thousands people ابھی ایسے ہیں جو اپنے گھروں کو واپس لوٹ نہیں سکے ہیں۔ اس کے اوپر پچھلے دو مہینے میں یہاں ہاؤس میں گزارش کی تھی کہ ان کی ریکوریز کرنی شروع کی ہیں۔ جو بندے اور لوگ اپنے گھروں کو نہیں جا سکتے، جن کی زمین جو ہے وہ پانی کے اندر اور وہ پانی نکل نہیں رہا ہے۔ ان کے پاس اگر کوئی

جائے گا اور کہے گا کہ ہمیں حکم ہوا ہے کہ آپ کی جو ڈھل ہے وہ بھی دو اور جو arrears ہیں وہ بھی دو۔ تو وہ تو کہتا ہے کہ یہ ڈسٹرکٹ پورے کی پوری calamity hit announce ہو چکی ہے۔ تو کیا سندھ گورنمنٹ ایک طرف اناؤنس کرتی ہے کہ یہ district calamity hit ہے اور دوسری طرف لوگوں سے وصولی کرتی ہے۔ سر میں نے پرائم منسٹر صاحب سے بھی درخواست کی تھی اور میں یہاں بھی درخواست کروں گا اور مجھے پتہ نہیں ہے کہ who is going to respond me at least on this کہ وہ لوگ جن کے ہاں پانی کھڑا ہوا ہے ان سے ریکوری کر رہے ہیں اس ڈسٹرکٹ میں جو calamity کی ڈسٹرکٹ ہے اور جس میں سب کچھ برباد ہو چکا ہے اور سب کچھ تباہ ہو گیا ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو ساٹھ پرسنٹ جو ڈسٹرکٹ ہے اس میں کوئی چیز نہیں بچی ہے اور وہاں لوگ پریشان ہیں اور چیخ و پکار کر رہے ہیں۔ ان کو اب کوئی ریلیف نہیں مل رہا ہے اور وہ ٹھنڈے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کو کوئی کمبل نہیں مل رہے ہیں۔ ان کو کوئی رضائی نہیں مل رہی ہے، ان کو ٹینٹ نہیں مل رہے ہیں۔ جو شروع میں تھوڑے سے ٹینٹ آئے تھے وہ مل گئے۔ تو میں چاہوں گا کہ گورنمنٹ اس چیز کو زیر غور رکھے کہ آخر کیا قصور کیا ہے عمر کورٹ ڈسٹرکٹ کے ان ایریاز نے اور لوگوں نے جہاں پانی کھڑا ہوا ہے۔ جہاں پر ایک طرف آپ ان کو نہ ٹینٹ دیتے ہو نہ کمبل دیتے ہو نہ ریلیف دیتے ہو اور دوسری طرف آپ ان کے پاس جاتے ہو کہ آپ کی ریکوری کرنے آئے ہیں اور آپ ہمیں ریکوریز کی وجہ سے فوراً سے پیشتر آپ ہمیں یہ دو۔ تو میری گزارش ہو گی کہ somebody should respond to me, Minister for Water and Power is here, last time he had responded to me اور پرائم منسٹر صاحب کے کہنے پر انہوں نے respond کیا تھا اور اس پہ بھی respond کریں اور دوسری چیز جو ان سے concerned ہے۔ آج دن ہم اخباروں میں پڑھ رہے ہیں ارسا کے بیان اور پانی کے حوالے سے کہ وہاں سے releases جو ہو رہی ہیں وہ تربیلا سے زیادہ ہو رہی ہے۔ ابھی آدھی سے زیادہ زمین ہماری پانی کے انڈر ہے جس کو پانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں early خریف کے لئے پانی کی ضرورت ہو گی۔ تو پانی وہاں رہنا چاہئے اور اس کے علاوہ میں نے personal level پہ بھی منسٹر فار واٹر اینڈ پاور کو درخواست کی تھی کہ اخباروں میں آ رہا ہے کہ تقریباً ڈھائی سے تین لاکھ کیوسک پانی وہاں سے نکلنے کے بعد سندھ میں پہنچنے سے پہلے غائب ہوا ہے۔ اس کی کوئی انہوں نے انکوائری کی ہے یا کوئی انکوائری کر رہے ہیں۔ کیونکہ ڈھائی تین لاکھ کیوسک comes to about four to five million acres feet پانی۔ اگر پانی اس طرح سے ضائع ہو رہا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔ آج بھی اخبار میں میں نے دیکھا تو اس میں یہی لکھا ہوا ہے کہ آٹھ ہزار سے لے کر دس ہزار کیوسک روزانہ ضائع ہو رہا ہے۔ اول تو زیادہ پانی نکالنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر آپ کو بجلی بنانی ہے تو آپ اور means کو دیکھیں۔ خدا کے واسطے اس پانی کو ان لوگوں کے لئے چھوڑو جو لوگ برباد ہو گئے ہیں اور جو اس وقت پانی کے اندر ہیں۔ آدھا سندھ پورا اس میں ہے اور تربیلا by and large feed کرتی ہے صوبہ سندھ کو، تو اس کو وہ پانی وہاں تک پہنچے۔ اس کے ساتھ ساتھ شوگر فیکٹریز سندھ میں آدھی سے زیادہ کھلی نہیں ہیں۔ ایک واحد فصل ہے گنا کہ جہاں جہاں سے پانی نکل رہا ہے اور گنے کی فصل واحد فصل ہے جو کسی حد تک sustain کرتا ہے اور وہ sustain بھی کرتا ہے پانی نکلنے کے بعد چونکہ تین مہینے سے پانی کھڑا ہوا ہے۔ آدھی فیکٹریز کھلی نہیں ہیں۔ تو شوگر فیکٹریز جو کھلی نہیں ہیں ان کے اوپر cane commissioner کو ایکشن لینا چاہئے اور فیڈرل گورنمنٹ کو سندھ گورنمنٹ کو ہدایت کرنی چاہئے کہ ان کی فیکٹریز کیوں نہیں کھل رہی ہیں وہ فیکٹریز کھولنی چاہئیں۔ تھوڑا سا ہمیں ریلیف ملا تھا جب پرائم منسٹر صاحب نے مہربانی کر کے دو وزٹس کی تھیں ان علاقوں کی جس سے ریلیف ملا تھا اور اس کے بعد جب تک President of Pakistan video conferences پہ ہمارے ساتھ بات چیت ہو رہی تھی تو تب تک alert

تھے سب اور سارا کام کافی حد تک ٹھیک جارہا تھا۔ لیکن ان کی جب طبیعت ناساز ہوئی تو وہ ابھی تقریباً جو تین چار ہفتے سے کانفرنس نہیں ہوئی تو سب کے سب لوگ سوگئے ہیں۔ میری آپ کے ذریعے گزارش ہے کہ جو منسٹر فار واٹر اینڈ پاور کو میں ہاؤس کے اندر دیکھ رہا ہوں کہ ان کو مجھے تمام ایشوز پر رسپانڈ کرنا چاہئے۔ یہ humanitarian grounds کے ایشوز ہیں۔ یہ ایسے ایشوز ہیں کہ جس میں ایک انسان کے جو بنیادی حقوق ہیں وہ effect ہو رہے ہیں اور وہ by and large وہی لوگ ہیں جو پاکستان پیپلز پارٹی کے ووٹرز ہیں۔ ان کے اپنے ووٹرز ہیں اور کسی اور کے ووٹرز نہیں ہیں۔ ان کو اگر ریلیف نہیں دے سکتے تو کم از کم یہ جو پیسے کی وصولی ہے وہ تو postpone کی جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ جی۔ سید نوید قمر صاحب۔

Syed Naveed Qamar: Thank you Sir. Sir, a number of issues have been raised by the honourable member.

پہلے تو جو concerned issues ہیں ان پہ میں بات کروں گا۔ That not a drop of water can be diverted for any purpose, no matter how noble it is, except on the indents that are given by the Provincial Government تو اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پانی کے بارے میں، حالانکہ ہمیں اس وقت سخت قلّت ہے hydel generation نہ ہونے کے وجہ سے And we have to shift to the more expensive oil and which will again unfortunately result in increase in the power tariffs. But nevertheless we have to honour the commitments made in the Water Accord, and all the water that has been passed uptill now and will be passed in the future also will be dependent on the indents given by the Provincial Governments. So this idea should be completely and categorically cleared. On this issue which has appeared in the newspapers once or twice regarding the diversion of water, the water was just being passed through the Chashma Power House, but as far as the water, it was again collected at Tonsa. So there was nothing as honourable member is saying on water of Sind being robbed. All the water does not, regardless of weather and you are aware of the geography of the region, will still accumulate back at Tonsa and the full water will flow down the river all the way to Sind barrages. So no water was lost even at that time. باقی جو matters ہیں وہ ہم ہدایات I am sorry to say, let me clarify the word ہم ہدایات سندھ گورنمنٹ کو نہیں دے سکتے۔ لیکن ہم ان سے درخواست ضرور کر سکتے ہیں کہ جہاں جہاں calamity affected areas ہوئے ہیں وہاں سے ایک تو وصولی نہ کی جائے Because that's part of the law and the procedure that they have also and جہاں جہاں ریلیف دینے کی ضرورت ہے I don't

know somehow we have lost focus of the relief, we should bring that back and start giving relief to those people. ۔

جناب قائم مقام سپیکر: حنیف عباسی صاحب-On point of order

جناب محمد حنیف عباسی: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کل تقریباًرات گئے تک راولپنڈی اسلام آباد کی سڑکیں بند رہیں۔اس پہ ہمیں public representatives ہونے کی حیثیت سے افسوس بھی تھا کہ پورا کا پورا علاقہ جیسے جام ہوااور لوگوں کو بڑی بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن جو ہمارے لوگ اس وقت ہماری مائیں بہنیں اور بیٹیاں جو اس وقت چولہے ٹھنڈے ہوئے ہیں اس حوالے سے جو problem create ہوئی اور اس میں جناب سپیکر! ایک آپ کے سننے کی بات ہے اور آپ سے decision بھی میں نے لینا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح Leader of the Opposition نے کہا کہ جس طریقے سے آپ ہاؤس چلارہے ہیں اور جس خندہ پیشانی سے آپ بڑی بڑی باتوں کو سنتے بھی ہیں یہ آپ یہ کا شیوہ ہے۔ میں اس کو سیکنڈ کرتا ہوں Leader of the Opposition کی بات کو اور آج میری خوش قسمتی ہے کہ یہاں پہ رحمان ملک صاحب جو کہ انٹیریئر منسٹر ہیں اور انہیں کے حوالے سے آج کی بات، چونکہ پٹرولیم کے بارے میں تو سر پھوڑ چکے ہیں اور یہاں پہ اور بھی ہمارے بزرگ بیٹھے تھے ہماری ان سے بھی باتیں ہوئی اور کوئی رزلٹ نہیں نکلا۔ کیوں کہ ان کا علاقہ ہے، ان کی territory ہے۔ یہاں پہ جو اسلام آباد کا ایریا ہے۔اس کے اندر اگر کوئی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے یا future میں پیدا ہونے کا خدشہ ہے تو یہ ان کا کام ہے کہ وہ حکومت سے یہ کہیں کہ اس لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ جو Friday کو پیدا ہونے والا ہے۔اس سے بچنے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں۔ جیسے انہوں نے پہلے بہت سارے issues کے متعلق پاکستان کے اندر اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر وہ عوامی مسائل کو حل کرنے کے لئے یہ بھی کردار ادا کریں اور مزید لوگوں کو پریشانی سے بچانے کے لئے جمعتہ المبارک کو جو کال دی گئی ہے۔ اگر وہ آج assure کریں کہ آج شام تک گیس کا پریشر ٹھیک ہو جائے گا۔ ہمیں تو شوق نہیں ہے لیکن خدارا اس کو عدالتوں میں نہ ڈالیں۔ ان ایشوز کو اگر آپ خود عدالتوں میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب عدالت کا stay خارج ہو گا تو آپ کا پریشر ٹھیک ہو جائے گا ۔ پھر جب ہم لوگ یا دوسرے عدالتوں میں جاتے ہیں تو آپ کو اس پہ اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ انٹیریئر منسٹر جو ہیں وہ ایک اہم عوامی مسئلے کو آج ہی حل کریں گے اور اگر وہ assure کر دیتے ہیں۔ تو میں اور ہمارے جو دوسرے ممبرز ہیں جن میں ملک شکیل اعوان صاحب ہیں، ملک ابرار صاحب ہیں ,even Leader of the Opposition چوہدری نثار علی خان صاحب ہیں ۔ جنہوں نے Friday کی call دی ہے۔ ہم اس کو call off کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں پارلیمنٹیرین کے لئے پارلیمنٹ واحد ادارہ ہے کہ جہاں پہ ان کے عوامی مسائل کو حل ہونا چاہیے۔اس ایمان کو مزید پختہ کریں تاکہ آج کی آواز جب لوگوں میں جائے تو یہ آئے کہ عوام نے فیصلہ کیا ہے عوامی نمائندوں نے فیصلہ کیا ہے نہ کہ کسی عدالت نے فیصلہ کیا ہے۔ بہت شکریہ جناب سپیکر۔

Mr. Acting Speaker: Mr. A. Rehman Malik Sahib, Minister for Interior.

Mr. A. Rehman Malik: Let me first of all thank my dear friend Mr. Muhammad Hanif Abbasi, مجھے لگ رہا ہے کہ یہ نجومی بن گئے ہیں اور آنے والے وقت کو predict کرنا شروع کر دیا ہے ماشاءاللہ very good۔ کوئی نجومیت کی بات ہو گی تو میں ان سے انشاءاللہ ضرور consult کروں گا۔ معاملہ واقعی ایک public concern ہے۔آج صبح میں نے کافی میٹنگز کی ہیں۔اور I have been given the assurance from

the Secretary Petroleum کہ technical fault تھا۔ اس میں تھوڑی سی پرابلم آئی۔ آج شام تک جو گیس کی سپلائی ہے ۔ انشاءاللہ اسی لیول پہ پریشر واپس آجائے گا۔ سر ایک تو بات انہوں نے کی۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بڑا اچھا ماحول پیدا کیا ہے کہ اپوزیشن اور گورنمنٹ مل کر کام کریں تو بہت سی چیزیں حل ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے petition کی بات کی کہ سپریم کورٹ میں جانا چاہیے یا نہیں جانا چاہیے۔ میں آج ان کو ویلکم کرتا ہوں کہ جنرل مشرف کے خلاف بھی ضرور جائیں کیوں کہ آرٹیکل 6 لگتا ہے جو انہوں نے کیا تھا۔ ضرور جائیں۔ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ اور انشاءاللہ یہ ایک بڑا قدم ہوگا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ معاملات جو خراب ہوئے ہیں ان کو اپوزیشن اور گورنمنٹ مل کر حل کر سکتی ہیں۔ میں assurance دیتا ہوں to all my friends on my right side, کہ کہ وہ مسائل جو حل طلب ہیں، ان کو بیٹھ کر نا چاہیے۔ میں آپ کی توجہ ایک چیز کی طرف ضرور دلانا چاہوں گا کہ ہاؤس میں یہ فیصلہ ہوا تھا ایک کمیٹی بنے گی کہ وہ voter list جس میں کچھ غلطیاں ہو گئی ہیں۔ ان کو ٹھیک کرنے کے لئے اپوزیشن کے اور دوسرے ہمارے جتنے stakeholders ہیں مل کر ایک میٹنگ کریں گے۔ میں اس لسٹ کا انتظار کر رہا ہوں تاکہ بیٹھ کر اس کا کوئی لائحہ عمل نکالیں اور جو غلطیاں اس process میں ہوئی ہیں، ان کو rectify کر سکیں۔ اور انشاءاللہ جو میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے Insha Allah, it will be done. Thank You, Sir.

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ روحیل اصغر صاحب۔ اس کے بعد پھر شیر عابد علی صاحب۔ آپ کی پارٹی نے فیصلہ کر لیا ہے پھر بھی ---۔ چلیں پھر میں بزنس لے لیتا ہوں۔ آئٹم نمبر 39۔ شیخ روحیل اصغر صاحب۔

شیخ روحیل اصغر: جناب سپیکر بہت شکریہ۔ میں اپنے چھوٹے بھائی اور بھتیجے چوہدری عابد سے معذرت کے ساتھ کہ میں بولنا نہیں چاہ رہا تھا لیکن انٹیریئر منسٹر اگر اسی بات پہ رہتے Law and order situation ہے اور حنیف عباسی نے جس پہ بات کی۔ یہاں پہ ایک ایسے شخص کا نام آیا ہے جس کا نام پرویز مشرف ہے۔ انٹیریئر منسٹر صاحب نے کہا کہ آپ پرویز مشرف کے خلاف سپریم کورٹ میں چلے جائیے۔ جناب والا! میرے بائیں طرف بیٹھے ہوئے دوست جن کا پیپلز پارٹی سے تعلق ہے۔ اس سے زیادہ المیہ پیپلز پارٹی کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے کہ پرویز مشرف جس کا نام محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنی FIR میں اپنی شہادت سے پہلے لکھ کے دیا۔ ان کی دو wills تھیں۔ ایک will جس سے آپ کے فوائد سامنے آتے تھے، وہ تو پڑھ کے سنا دی گئی۔ ایک وہ مسودہ جس میں محترمہ نے اپنے قاتلوں کا نام لکھا تھا۔ اب اس میں کون سی چیز مانع ہے۔ انٹیریئر منسٹر صاحب جائیے سپریم کورٹ کا دروازہ کھلا ہے، آپ جا کے درخواست تو دیں۔ اب دیکھئے میں آپ کو ایک بات بتا دوں۔ یہ پورا ایوان سن رہا ہے۔ اگر آپ سپریم کورٹ میں جائیں گے تو انشاءاللہ میں آپ کے پیچھے کھڑا ہوں گا۔ میں اس شخص کو کیفرِ کردار تک پہنچا کے دم لوں گا۔ آپ اُٹھیں بسم اللہ تو کیجئے جس کے نام پہ آپ نے آگے پھر ووٹ لینے ہیں۔ جہاں تک گیس کی بات ہے۔ آج آپ یہ کہتے ہیں کہ راولپنڈی کا معاملہ ہے۔ آپ کا اسلام آباد بند ہوگا تو پورے پاکستان کی طرف دیکھئے۔ یہ معاملہ پورے پاکستان ہے۔ یہ کراچی کا بھی معاملہ ہے، یہ لاہور کا بھی معاملہ ہے، یہ پشاور کا بھی معاملہ ہے تو کل کیا میں لاہور بند کر دوں گا۔ پھر لاہور آ جائیے گا۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کم از کم سچ تو بولئے۔ پرویز مشرف کا نام آپ لیتے ہیں۔ آیئے اٹھیے یہاں سے سیدھے سپریم کورٹ میں میں چلتے ہیں وہاں پہ آپ درخواست دیں۔ آپ مدعی بنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ایک منٹ۔عابد شیر علی کو لے لیں۔آپ پھر دونوں کو اکھٹا respond کر دیں۔وہ بھی آپ سے ہی related ہے۔رحمان ملک صاحب جی۔

Mr. A. Rehman Malik: Thank you Mr. Speaker!....

جناب قائم مقام سپیکر: میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بڑا اچھا ماحول جا رہا تھا۔

جناب اے رحمٰن ملک: اچھے ماحول کو خراب نہیں کروں گا۔ شیخ صاحب میرے پیچھے کھڑے ہونے کا شکریہ لیکن آج کل یہ ریت بن چکی ہے کہ پیچھے کھڑا ہونے والا چھُری گھونپتا ہے۔ میرے ساتھ کھڑے ہوں گے تو مجھے خوشی ہو گی۔ میرے ساتھ چلیں مجھے خوشی ہو گی۔ پیچھے کھڑے نہ ہوں۔ میرا خیال ہے CoD میں جو ہمارے ساتھ ہوا اس کے بعد تجربہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ روحیل صاحب جب آپ بات کر رہے تھے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔

جناب اے رحمٰن ملک: آپ میری بات سن لیں۔ جنرل مشرف کے متعلق، ہمت پیدا کریں میں دوبارہ آپ کو سن لوں گا۔ میں جو بات کر رہا ہوں میری بات کا جواب تو دیں۔ میں جواب دے رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ روحیل جب آپ بات کر رہے تھے کوئی disturb نہیں کر رہا تھا۔آپ سن لیا کریں۔

جناب اے رحمٰن ملک: میں جواب دیتا ہوں۔ جنرل مشرف کی بات چل نکلی سر۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے وہ PO declare ہونے والے ہیں۔ محترمہ کے کیس میں already کورٹ نے ان کے وارنٹ ایشو کر دئے ہیں۔ اگر ضرورت محسوس کریں تو میں ان کو وارنٹ کی کاپی دے دوں گا۔ محترمہ کے کیس میں ہی ان کو وارنٹ ایشو ہوا ہے اور اس کے لئے حکومت میں ہمت بھی ہے، ہمارا فیصلہ بھی ہے کہ جب تک ہم قاتلوں کے گلے تک نہیں پہنچیں گے، نہیں چھوڑیں گے اور اگر کسی کو شک ہے تو جو چالان کی کاپی کورٹ میں گئی ہے وہ کورٹ میں ضرور پیش کی جائے تاکہ یہ روز کا گلہ نکل جائے۔ میں نے جنرل مشرف کا اس لئے نام لیا کہ جنرل مشرف کی بات چیت ہوتی ہے تو یہ مت بھولیں کہ اس وقت جب stakeholders میں فیصلہ ہوا تھا کہ جنرل مشرف کے خلاف time being action نہیں لیا جائے گا اور اس کے لئے میں آپ کو proof بھی دے سکتا ہوں اور کسی جگہ بیٹھ کے مناظرہ بھی کر سکتا ہوں اور جو لیڈرز ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کے بات کر سکتا ہوں لیکن اس چیز کو میں یہاں نہیں لاؤں گا۔ دوسری چیز میں نے کیوں کہی ہے۔اس کو negative نہ لیا جائے۔ دیکھیں جنرل مشرف نے ایک جمہوری حکومت کو ختم کیا تھا۔ وہ حکومت میاں نواز شریف صاحب کی تھی اور اس وقت پنجاب میں حکومت نواز شریف صاحب کے بھائی کی ہے یعنی PML(N) کی ہے۔ انہیں کون سی وہ طاقت روکتی ہے کہ جو ایکشن نہیں لے سکتے۔ وہ under section مجھے refer کریں۔ I will order the registration of the case. کیوں دور جانا چاہیے کیوں کہ جو پاورز آپ نے ہمیں vest کی ہیں، جو قانون نے vest کی ہیں، جو Constitution نے کی ہیں، جو Acts نے کی ہیں۔ Let's utilize them because they are meant for justice. Let's do and get the justice in the given parameters. میں نے اسی لئے آپ سے عرض کیا ہے کہ اس وقت آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی تھی۔ اس زیادتی کے ساتھ ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں۔ کیوں کہ ہم نہیں چاہتے کہ آنے والے وقت میں کوئی زیادتی ہو جس میں PML(N) کا نام ہو یا کسی اور کا ہو۔ یہ صرف اور صرف اس ہاؤس کا prerogative ہے کہ وہ فیصلے کرے۔ کسی اور کو فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ ایک تھانے دار کو فیصلہ نہیں کرنا چاہیے، ایک FIA کے افسر کو فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ جو پارلیمنٹ کی پاورز ہیں وہ پارلیمنٹ کو exercise کرنی چاہیئں۔ We are with you 100%, go ahead we will be behind

you. Thank you, Sir.

Mr. Acting Speaker: Mr. Abid Sher Ali Sahib on point of order.

چوہدری عابد شیر علی: شکریہ جناب سپیکر۔ ریڈ کارپٹ دینے والے ECL میں اس وقت پرویز مشرف کا نام ڈال دیتے تو آج وہ یہ بات کرتے ہوئے اچھے لگتے کہ FIA کا ادارہ ان کے کنٹرول میں ہے۔ پنجاب حکومت کے کنٹرول میں نہیں ہے۔ جو بڑھکیں مارتے ہیں تو ڈیلیں کر کے دبئی میں پرویز مشرف کے ساتھ وہ آئے تھے ہم نہیں آئے تھے۔ جہاں تک گیس کا ایشو ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے as a citizen of Pakistan آج بڑی مایوسی ہو رہی ہے۔ فیصل آباد جو پاکستان کا industrial hub ہے۔ آج تمام صنعتی یونٹ بند ہیں۔ چار چار دن کے لیے گیس وہاں پر آتی نہیں ہے۔ انٹیریر منسٹر صاحب کے گھر پر روزانہ گیس بھی آتی ہے اور ہیٹر بھی چوبیس گھنٹے چلتے ہیں۔ لیکن آج چھ لاکھ مزدور فیصل آباد کا بیروزگار ہونے جا رہا ہے۔ لوگ سول نافرمانی کی طرف بڑھ رہے ہیں اور حکومت کی بدمعاشی اور غنڈہ گردی دیکھیں کہ فیول سرچارجز کے زمرے میں جو بم مارا گیا ہے domestic consumers جو غریب لوگ ہیں ان کے بلوں کے اوپر آٹھ سو سے لے کر پندرہ سو اور تین ہزار اضافی پیسے ان کو ڈالے گئے ہیں۔ Industrialists کو تین تین لاکھ روپے کا اضافی بل ڈالا گیا ہے۔ جناب سپیکر! کیا یہ موصوف وزیر بتانا پسند کریں گے کہ جو غریبوں کی حکومت تھی جو روٹی کپڑا اور مکان کی بات کرتی تھی۔ آج ان کی وجہ سے مزدور بیروزگار ہو چکے ہیں۔ آج مزدوروں کا چولہا ٹھنڈا ہو چکا ہے۔ آج industrialists سڑکوں کے اوپر ہیں جناب سپیکر! اور بلین آف ڈالرز کی ایکسپورٹ کا ہمیں نقصان ہو رہا ہے اور یہ حکومت بالکل اس پر بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے چاہتا ہوں کہ جو لوڈ شیڈنگ کا بحران پیدا کیا گیا ہے بالخصوص اس میں پنجاب کو ٹارگٹ کیا گیا ہے۔ پنجاب کے industrialists کو ٹارگٹ کیا گیا ہے۔ سندھ میں اور کراچی میں صرف بارہ گھنٹے گیس کی لوڈ شیڈنگ ہو اور پنجاب کے صنعتی یونٹ چار چار دن بند رہیں۔ میں سمجھتا ہوں جناب سپیکر یہ صوبائی تعصب پھیلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ لوگوں کو آپس میں لڑانے کی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ اور میں ڈیمانڈ کرتا ہوں کہ یہ سوتیلا سلوک پنجاب کی انڈسٹری کے ساتھ نہ کیا جائے۔ لوگوں کو جو فیول سرچارجز کے زمرے میں حکومت بھتہ وصول کر رہی ہے۔ حکومت اپنی عیاشیاں پوری کرنے کے لیے جو لوگوں کو اضافی پیسے وصول کر رہی ہے۔ اس بھتہ خوری کو بند کیا جائے۔ ان پیسے لینے کی باتوں کو بند کیا جائے۔ جناب سپیکر! میں آن دی فلور آف دی ہاؤس آپ کو کہنے جا رہا ہوں کہ آنے والے چند دنوں میں سول نافرمانی شروع ہو گی۔ ان ظالم حکمرانوں نے کے خلاف شروع ہو گی۔ جو بھتہ وصول کرتے ہیں۔ جو پاکستان کی انڈسٹری کا پہیہ جام کرنا چاہتے ہیں۔ جنہوں نے پی آئی اے کا بیڑا غرق کر دیا۔ جنہوں نے پاکستان سٹیل مل کو لوٹ لیا۔ جنہوں نے ریلوے کا حال اپنی طرح کر لیا۔ آج وہی سازشیں پاکستان کے basic infrastructure پاکستان کے ٹیکسٹائل کے گھر فیصل آباد سمیت تمام انڈسٹری یونٹ پاکستان کے بند کرنے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اس کرپٹ حکومت سے جاننا چاہوں گا کہ آیا انہوں نے کونسی ڈیل کی ہوئی ہے پاکستان کے basic infrastructure کو تباہ کرنے کے لیے۔ انٹیریر منسٹر نے کونسی ڈیل کی ہوئی ہے۔ آج پاکستان کو تباہی کے دہانے پر پہنچانے کے لیے۔ ہم چاہتے ہیں پاکستان کی انڈسٹری کو چلنا چاہیے۔ پاکستان کے مزدوروں کو ان کی اجرت ملنی چاہیے۔ جب مزدور بیروزگار ہوں گے ان کے بچوں سے نوالے چھینیں گے تو انٹیریر منسٹر صاحب وہ آپ کی سفید ٹائیاں کوٹ کے نیچے پسند نہیں کرے گا۔ لوگ آپ کے گریبان سے پکڑ کر ایوانوں سے نکال کر باہر چوراہوں پر لے جائیں گے۔ جن کے بچوں کو آپ بیروزگار کرنے جا رہے ہیں۔ جن کی ٹیکسٹائل ملیں بند کرنے جا رہے ہیں۔ جناب سپیکر! ہم ڈیمانڈ کرتے ہیں کہ پنجاب کے تمام صنعتی یونٹ کو تمام جو مزدوروں

کے یونٹس ہیں ان کو مساوی طور پر ان کو گیس بھی دی جائے بجلی بھی دی جائے تا کہ وہ اپنے برابر کے حقوق لے سکیں اور پاکستان کی جو دولت میں وہ contribute کرتے ہیں foreign exchequer کی اس دور میں حتیٰ کہ ہمارے ملک میں ترقی ہو۔ آج تک انہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا۔ اب پھر گرمی آئے گی توان کی بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہو گی اس کی پلاننگ نہیں ہے۔ گیس کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ جی ہیٹر چلتے ہیں۔ یہ ہم آپ کو پیسے دیتے ہیں۔ ہم جو چیز استعمال کرتے ہیں ہم اس کے پیسے دیتے ہیں۔ یہاں پر واٹر اینڈ پاور کے منسٹر بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ 505ہزار چار بیالیس ملین روپے کے لوگ defaulter ہیں۔ آج وہ موصوف بتانا پسند کریں گے کہ کتنے پیسے انہوں نے recover کیے ہیں۔ ہم فیول سر چارجز کے پیسے دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہم بھتہ خوری کے زمرے میں حکومت کو جگا ٹیکس دینے کے لیے تیار نہیں ہیں جناب سپیکر۔ آج حکومت بتائے کہ کیا یہ غریب عوام کو مارنے کے لیے آئے ہیں۔ یہ کن کے ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ یہ کن لوگوں کو خوش کرنے کے لیے پاکستان کے تمام basic infrastructure کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! اب وقت نہیں ہم حکومت کے کرپٹ وزیروں کو کرپٹ حکومت کو نہیں مانے گے۔ آج عوام ہم سے سوال کر رہی ہے کہ آپ قومی اسمبلی میں بیٹھے کیا کرتے ہیں۔ آج ٹیکسٹائل کے مزدور ہم سے سوال کر رہے ہیں کہ ہم بیروزگار ہو کر سڑکوں پر آئے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر ان حالات کو کنڑول نہیں کیا گیا تو وہ سول نافرمانی کی تاریخ ہم شروع کریں گے۔ ہم سٹارٹ کریں گے پھر انشااللہ تعالیٰ اس حکومت کو ڈوبنے سے کوئی نہیں بچاسکے گا۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی ایٹم نمبر 39 محترمہ نگہت پروین میر صاحبہ۔ موجود نہیں ہیں۔dropped اس کو drop کریں۔ عبدالقادر خانزادہ صاحب۔ آن پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر عبدالقادر خانزادہ: جناب سپیکر صاحب میں Pakistan Council of Scientific Industrial Research (PCSIR) جو کہ منسٹری آف سائنس اور ٹیکنالوجی کا ایک ادارہ ہے۔ میں حکومت کے وزیروں کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس کے تین سو ایمپلائز کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے۔ اور یہ تین سو ایمپلائز سائنٹیفک ادارے سے تعلق رکھتے ہیں اور اپنی اپنی فیلڈ میں trained ہیں۔ اور ان کی سروسز دس سال سے لے کر بارہ سال تک ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک سائنٹیفک ادارے ہیں سے تین سو آدمیوں کو نکال دینا یہ بہت بہت غلط بات ہے اور حکومت کی پالیسی کے بھی خلاف ہے۔ ابھی ابھی اخبار میں آیا تھا کہ حکومت 29ہزار لوگوں کو بھی permanent job کرنا چاہتی ہے جو daily wages پر کام کر رہے ہیں۔ تو میں حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان تین سو لوگوں کو ان کی نوکری پر بحال کیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیراعظم صاحب نے لاہور میں اعلان کیا تھا کہ مرکزی حکومت کی recruitment پالیسی میں پابندی ختم کر دی گئی ہے اور اب یہ سب لوگ سب محکمے اپنی recruitment کر سکتے ہیں۔ تو میں حکومت سے یہ بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ واقعی کیا اس پالیسی پر عمل ہو رہا ہے اور اس کا نوٹیفیکیشن کب نکل رہا ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

(اس موقع پر جناب چیئرپرسن نواب محمد یوسف تالپور کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرپرسن: محترمہ خالدہ منصور صاحبہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ جناب چیئرمین آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ آج کے ایجنڈے میں میری قرارداد بھی آئی ہوئی ہے جو کہ پاکستان کی نوجوان نسل کے مستقبل کے بارے میں ایک بہت ہی پریشانی کا باعث بات ہے۔ پورے پاکستان میں نشے کی جو لت

پڑی ہوئی ہے لوگوں کو اور نشہ بیچنے والے جو بے راہ روی کا شکار ہیں اور حکومت کا کوئی ان پر کنڑول نہیں ہے جو کہ نوجوان نسل کے علاوہ باقی لوگوں کو بھی نشے کے عادی بنا چکے ہیں ۔ لیکن ایک اور نئ چیز جو پاکستان میں نوجوان نسل میں بہت عام دیکھی جا رہی ہے خصوصاً اسلام آباد کے ریسٹورنٹس اور ہوٹلز میں شیشہ پیتے ہیں ۔پریشانی کی بات ہے کہ بچوں کے ساتھ لڑکیاں بھی گروپس میں شامل ہیں جو رات کو ریسٹورنٹس میں جا کر حقے کی شکل میں وہ شیشہ جو نشہ ہے وہ پینے کے عادی بن چکے ہیں اور یہ چیز ہماری نوجوان نسل کے لیے بہت ہی خراب چیز ہے ۔ اور اس نسل کو خراب کرنے کے لیے اور پاکستان کے مسقبل کو تباہ کرنے کے لیے میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اس طرف توجہ دی جائے ان تمام ریسٹورنٹس اور تمام ہوٹلز میں جو بچوں کو یہ چیز provide کرتے ہیں ان کے لائسنس منسوخ کرنے چاہیے تاکہ کوئی بچہ اس لعنت میں نہ آئے اور پاکستان کے مستقبل کو محفوظ کرنا ہمارا حق بنتا ہے ۔

جناب چیئرپرسن : شکریہ حاجی روزالدین صاحب ۔

حاجی روزالدین : شکریہ جناب چیئرمین ۔ میں نے صبح سے درخواست کی تھی مجھے ٹائم دیر سے ملا کیونکہ ڈپٹی سپیکر صاحب اٹھ گئے ہیں تو آپ سے گلا کرنا تو صحیح نہیں ہو گا ۔ اب تو منسٹر صاحب بھی اٹھ گئے ہیں اور خالی کرسیوں سے تقریریں کرنی ہیں ۔ پتا نہیں اس کے اوپر عمل ہو گا یا نہیں ہو گا ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر تھا بلوچستان کی بجلی کے حوالے سے ۔ بلوچستان کی بجلی کو پتا نہیں بلوچستان کو یہ حکومت کیا کرنا چاہتی ہے ۔ جب لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ آتا ہے تو بھی اس کا جواب نہیں دیا جاتا ہے ۔ ابھی ہمارے بلوچستان کے معزز رکن نے بلوچستان کے حوالے سے بات کی لیکن ان کو جواب نہیں ملا ۔ ہم داد دیتے ہیں حنیف عباسی صاحب کو جنہوں نے کورٹ کے آرڈر کو ایک طرف

Mr. Chairperson: Somebody should take notes of it what the honourable member is saying. I don't seen Minister for Water and Power here. So, some other Minister should take notes of it.

حاجی روزالدین : جنہوں نے ایک دن میں راولپنڈی اور اسلام آباد کے گیس پریشر کا مسئلہ حل کروالیا لیکن ہمارا بلوچستان ہے تین سال سے ہم اس ہاؤس میں جب چیئرمین اسٹیڈنگ کمیٹی تھا وہاں سے واپڈا والوں کو سارے minutes اسمبلی کے floor پر پڑے ہوئے ہیں ۔ بلوچستان کی بجلی کو اب اس وجہ سے اور بھی خراب کیا جا رہا ہے کہ جو subsidy جناب پرائم منسٹر صاحب وہاں گئے تھے سات ارب روپے کا اعلان کیا تھا ۔ اس پر عمل نہیں ہوا پچھلے ہفتے یہ سن لیا ہے کہ کیبنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ subsidy بلوچستان کے بجلی کے حوالے سے بلوچستان کے زمینداروں کو نہ دی جائے ۔ جناب چیئرپرسن ! بلوچستان کے وہاں صرف اور صرف جو زمیندار رہ گئے ہیں ۔ آدھا بلوچستان تو ویسے ہی پہاڑوں پر چڑھا ہوا ہے ۔ وہ تو ویسے ہی آزاد بلوچستان کا نعرہ لگا رہے ہیں ۔ جو زراعتی شعبہ ہے جن لوگوں نے اپنے خون پسینے سے اس کو سیراب کیا ہے ۔ اس کا یہ حال ہے کہ اس کو بجلی نہیں دی جا رہی ہے ۔ جب وہ جنریٹر سے ان کے جا باغات ہیں ۔ پچاس ساٹھ سال سے وہ سوکھ جائیں ۔ وہ جنریٹر سے جو فصل سیراب کریں گے وہ پتہ ہے جناب چیئرپرسن وہ کیا ہو گا ۔ وہ آپ کے لیے law and order کا مسئلہ بنے گا ۔ جناب رحمان ملک صاحب سن لیں ۔ یہ وہاں پر پھر کونسی کاشت کریں گے ۔ وہ کاشت کریں گے افیون کی کاشت کریں گے ۔ پھر اس کے ساتھ law and order کا مسئلہ ہو گا ۔ حکومت اور عوام لڑ پڑے گی ۔ ایک شعبہ جو اپنے خون

ویسپینے سے بلوچستان کے ماحول کو سنبھالے ہوئے ہیں یا پھر زراعت کے زیر آب کو fresh اور خوبصورت اور میٹھے فروٹ مہیا کر رہی ہے۔ یہ لوگ بھی اس حالت پر آ جائیں گے جس طریقے سے باقی بلوچستان ہے تو یہ kindly ہم خدا کے لیے ان کو کہتے ہیں کہ جی بجلی آپ نے تین ساڑھے تین سال میں ایک یونٹ وہاں نہیں پہنچائی۔ subsidy ختم کر دی اب زمیندار اس قابل نہیں ہے کہ وہ چار ہزار کا بل دے سکے۔ اب آپ نے 80 ہزار اور ایک لاکھ کے بل دینا شروع کر دیے تو وہ بل کہاں سے paid ہوں گے تو یہ بجلی کا سسٹم مکمل banned ہو گیا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ بلوچستان کے حوالے سے دونوں مسائل پر لاء اینڈ آرڈر کے مسائل پر اور بجلی کے مسئلے پر اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے اور اس کا اسی فلور پر ہمیں جواب دیا جائے۔ پچھلے سیشن میں میں نے کہا تھا اور منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میں transmission لے لوں بجلی کے voltage کے حوالے سے آپ کو میں جلدی جواب دوں گا۔ لیکن وہ جواب ابھی تک نہیں ملا ہے۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ مولوی عصمت اللہ۔

مولوی عصمت اللہ: شکریہ چیئرپرسن! میرا پوائنٹ آف آرڈر جناب وزیر داخلہ صاحب رحمان ملک صاحب سے متعلق ہے۔ میں اس سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اخبارات میں ان کا بیان آیا تھا کہ ہم مدارس کو گرائیں گے۔ جناب والا! میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ مدارس نے کیا گناہ کیا ہے کہ مدارس گرائے جائیں گے اور یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ جنہوں نے مدارس گرا دیے وہ خود گر گئے۔ یہ نہ ہو کہ وہ خود گر جائیں۔ مدارس میں اللہ کا دین سکھایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مدارس کو گرانا یہ اللہ کے نگرانی میں ہو رہے ہیں۔ یہ تمنا اس کی پوری نہیں ہو سکتی۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ واقعی آپ اسی بیان پر قائم ہے یا آپ نے یہ بیان دیا ہے کہ یا نہیں۔ وہ اس کی وضاحت کریں۔ شکریہ

جناب چیئرپرسن: آنریبل وزیر داخلہ۔

جناب اے رحمان ملک: شکریہ جناب چیئرپرسن! میں فاضل ممبر سے categorically commit کرتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں کوئی مدرسہ نہیں گرایا جائے گا۔ جتنے مدرسے رجسٹرڈ ہیں۔ جیسے آپ ایک مسلمان کی حیثیت سے ان کی قدر کرتے ہیں۔ میں بھی کرتا ہوں۔ کسی کو حق نہیں ہے سرٹیفکیٹ دینے کا کہ کون مسلمان ہے یا کون مسلمان نہیں ہے۔ میں ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا ہوں اور اسی ہی مذہب کا ممبر ہوں گا یہ میں آپ کو share کرا دیتا ہوں۔ جہاں تک میری duties کا تعلق ہے۔ میں تھوڑی سی explanation دے دوں۔ explanation یہ ہے کہ کراچی شہر میں ایک تہہ خانہ میں پچاس بچوں کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے law enforcement نے پکڑا۔ اس کی انکوائری میں نے آرڈر کی کہ یہ کون لوگ ہیں اور یہ کون بندہ ہے جو مدرسہ چلا رہا ہے تو میں نے اس کا فیصلہ خود نہیں کیا۔ وفاق المدارس اور تنظیم المدارس آپ کے colleague اور known شخصیات ہیں وہ اور وہ علماء کرام ہے۔ ان کے سامنے ہم نے یہ معاملہ رکھا کہ آپ فیصلہ کریں کہ اس میں ہمیں کیسے آگے چلنا چاہیے۔ ایک عرض کر دیتا ہوں اس کے بعد آپ جو کہیں گے میں حاضر ہوں۔ انہوں نے یہ کہا کہ وہ مدرسے کیوں کہ اس مدرسے کا تعلق کسی رجسٹرڈ مدرسے کے ساتھ یا کسی مسلک کے ساتھ نہیں تھا اور ان کے اطلاع کے مطابق اس بندے نے زیادتی کی اور غیر قانونی حرکت کی اور کیوں کہ وہاں پر کچھ مدرسے کے اسی مدرسے کے پڑھے ہوئے کچھ جہاد میں گئے جو statements موجود ہیں اور کچھ لوگ جو منشیات کے عادی تھے ان کو بھی انہوں نے وہاں رکھا ہوا تھا۔ لہٰذا جیسے فیصلہ ہوا وفاق المدارس کا علماء کرام کا کہ وہ مدرسے جو جتنے پانچ مسلک ہیں جو ان کے ساتھ associated نہیں ہے۔ یعنی ان کے ساتھ وہ منسلک نہیں ہے۔ ان مدرسوں کو ایک مہینے کا ٹائم دیا جائے کہ وہ اپنے آپ کو رجسٹرڈ

کرالیں۔یعنی اپنا نام بتادیں۔آپ اپنی جگہ اور ایڈریس دے دیں اور بتائیں کے کس مسلک سے تعلق ہے ان کے پاس کتنے مدرسے میں بچے پڑھتے ہیں تو اسbasis پر انہوں نے یہ announce دیا میں وہاں موجود تھا اور یہی بات ہوئی جو انہوں نے کہی کہ ایک مہینے کے اندر اندر جتنے وہ مدرسے جو ابھی رجسٹرڈ نہیں ہوئے ہیں۔ان کو رجسٹرڈ کروالیں اور مولانا صاحب میں عرض کردوں کہ اس وقت چوبیس ہزار کے قریب مدرسے پہلے ہی رجسٹرڈ ہو چکے ہیں اور ہم ان مدرسوں کی عزت بھی کرتے ہیں ان کے پڑھے ہوئے بچے بہت اچھا کام ملک میں کررہے ہیں۔کل وفاق المدارس کے جتنے بھی علماء کرام ہیں۔ان کے ساتھ یہ بھی طے ہوا کہ ان کی مدد کی جائے۔ان بچوں کی جو ان مدرسوں میں پڑھ رہے ہیں۔تاکہ وہ باہر نکل کر ہمیشہ کے لیے کوئی نہ کوئی اچھا کاروبار کریں۔اگر آپ چوبیس ہزار وہاں سے مدرسے جو بچے پڑھتے ہیں وہ سارے کسی مسجد میں یا کسی ادارے میں اپنے فرائض انجام نہیں دیتے تو کل یہ فیصلہ ہوا کہ مدرسوں کے ساتھ مل کر وفاق المدارس کے ساتھ مل کر ان کے لیے کوئی employment کا alternate ذریعہ جو ہے وہ بنایا جائے تو ایک self-employment scheme کی ایک بنیاد رکھ رہے ہیں اور ہر بچے کو ہم حکومتی خرچے پر وفاق المدارس کی اجازت کے ساتھ ان کو ID card ملے گا۔جسے کہیں ہم smart card اور وہ بھی کارڈ ان کے اپنی دستخطوں سے issue ہوگا۔اس میں تصویر بھی خود لگائیں گے۔اس کی verification بھی خود کریں گے۔اس کا فارم بھی وہ خود design کریں گے تو میں تو سمجھتا ہوں کہ جب اتنی cooperation ہمیں علماء کرام سے مل رہی ہے تو حکومت کو کیوں problem create کرے تو میں دوبارہ آپ کی خدمت میں عرض کررہا ہوں۔کوئی مدرسہ نہیں گرایا جارہا ہوں۔میں بھی مسجد میں پڑھا ہوں۔میں نے بھی قرآن وہاں سے سیکھا ہے۔میں سکول میں بھی پڑھا ہوں۔مجھے اپنے مدرسوں سے بھی لگاؤ ہے۔مجھے اپنے علماء کرام سے بھی پیار ہے۔مجھے اپنے رسول سے بھی پیار ہے تو اس لیے کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو دل کو تکلیف دیتی ہے۔اگر کوئی مدرسہ گرائے گا تو میں آپ کے ساتھ خود چلوں گا۔شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: مسٹر گل محمد جھکرانی صاحب۔

جناب گل محمد جھکرانی: شکریہ جناب چیئرپرسن! میں آپ کے توسط سے ایک اہم مسئلے پر آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج سے پانچ سال پہلے ٹھل شہر میں ایک چار سالہ بچی فضیلہ سرکی وہ اغواء ہوگئی وہ ابھی اس کو پانچ سال ہوگئے ہیں۔میرے خیال میں ابھی اس لڑکی کی عمر نو سال ہوگئی ہوگی جہاں بھی ہے۔اسی حوالے سے میں گزارش کروں گا آپ کے توسط سے ان کے لیے خاص انتظام کیا جائے تاکہ وہ لڑکی واپس ہو۔کیوں کہ ان کے جو والدین ہیں وہ سندھ کے مختلف جگہوں پر بھوک ہڑتال اور مظاہرے کرتے کرتے بھٹ شاہ پر جاکر پہنچے ہیں اور شاہ لطیف کے درگاہ پر انہوں نے جاکر یہ شکایت کی ہے کہ ہمارے لیے کچھ بھی نہیں ہورہا ہے اور اس کے علاوہ دوسری بات میں کروں گا جو کوئٹہ میں ایک واقعہ رونما ہوا جو ایک سندھی ہندو ہیں رویت کمار جن کو اغواء کرکے قتل کیا گیا اور ان کا تعلق کندھ کوٹ سے ہے۔کل ان کے انکل جو ہیں ڈاکٹر میہر چن ان کی ٹیلی ویژن میں انٹرویو آرہا تھا کہ ہمیں یہاں تحفظ نہیں ہے۔اسی حوالے سے ہم ملک چھوڑنے پر مجبور ہورہے ہیں تو سندھی ہندو جو ہیں وہ سندھی قوم کا حصہ ہیں اور یہ ایک سازش کی تحت ان کو یہاں سے نکالنے کی کوشش کی جارہی ہے تو لہٰذا وزیر داخلہ بھی یہاں موجود ہے تو میں آپ کے حوالے سے میں ان کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا ایکشن لیا جائے تاکہ سندھی ہندوں کو یہ احساس محرومی کا یہ احساس نہ ہو۔ان کی حکومت پوری طرح مدد کرے تاکہ وہ جو ایسی باتیں کررہے ہیں کہ ہم ملک چھوڑیں گے تو اس سے ہمارے ملک کو خصوصاً سندھ کو بہت بڑا نقصان ہوگا۔شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: مسٹر کشن چند پروانی صاحب۔

جناب کشن چند پروانی : مہربانی چیئرپرسن صاحب۔ میں پہلے بھی کوشش کرتا رہا مگر سپیکر صاحب نے شاید مناسب نہیں سمجھا ٹائم دینے کے لیے آپ کی مہربانی۔ ایک دو ایشو ہیں میرے۔ جیسے کہ جھکرانی صاحب نے کہا کہ مینارٹی کی جو kidnapping ہوتی ہے اور اس میں پھر مرڈر بھی ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ غریب لوگ ہیں وہ پیسے نہیں بڑھ سکتے۔ تو ان کو پھر خون کر وہاں پر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ ایک incident نہیں ہوا ہے۔ سندھ میں بھی اور کافی incidents ہوئے ہیں kidnapping for ransom کے اور کوئی تو رپورٹ ہوتے ہیں اور کوئی رپورٹ نہیں ہوتے۔ تو میں Interior Minister کو درخواست کروں گا کہ ہماری بہت بری حالت ہے مینارٹیز کی۔ اور یہ جس کا بھتیجا ہے یہ پیپلز پارٹی کا جنرل سیکرٹری ہے مینارٹی ونگ کا۔ اگر پیپلز پارٹی والوں کے ساتھ ایسے ہوتا ہے تو دوسروں کے ساتھ کیا ہوتا ہوگا۔ میں رحمٰن ملک صاحب سے درخواست کروں گا کہ یہ اس کا نوٹس لیں اور وہاں پر kidnapping کے لیے اور کہیں بھی زیادتی ہوتی ہے مینارٹی سے وہ اس پر ایکشن لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جیسے کہ آپ نے بھی پہلے کہا کہ نو ضلع سیلاب میں آئے ہوئے ہیں۔ جیسے عمر کورٹ میں پانی بھرا ہوا ہے، سانگھڑ ڈسٹرک میں اور میر پور خاص میں بھی کافی تعلقے ہیں وہ ابھی تک پانی میں ہیں۔ اور جو افسوس کے ساتھ بات یہ ہے کہ ابھی سردی آرہی ہے اور سردی میں بھی جو distribution ہو رہی ہے ٹینٹ کی وہ بھی سیاسی پارٹیوں کے ذریعے سے ہو رہی ہے۔ اپنے ایم این ایز اور ایم پی ایز کے ذریعے ہو رہی ہے۔ کوٹہ سسٹم رکھا ہوا ہے سانگھڑ ضلع میں ہے کہ چالیس فیصد پیپلز پارٹی والے distribute کریں گے اور ساٹھ فیصد فنکشنل لیگ والے کریں گے۔ اگر کسی کا واسطہ ان دونوں پارٹیوں سے نہیں ہے تو وہ کہاں جائیں گے اور خاص طور پر مینارٹی والوں کو ignore کرتے ہیں۔ کوئی بھی اس کی طرف توجہ نہیں دیتا مہربانی کر کے اس کے لیے اب نوٹس لیا جائے۔ صرف عمر کوٹ نہیں آپ کی مہربانی ہو گی۔ مینارٹی کا اس میں فوٹو سیشن تو ہوتا ہے۔ کسی بھی اخبار میں دیکھیں تو مینارٹی والے کی تصویر دکھاتے ہیں۔ جب ایڈ دینے والے آتے ہیں تو جو ہمارے مسلمان بھائی ہیں ان کو ایڈ مل جاتی ہے اور مینارٹی والوں کو فوٹو میں دکھا کر exploit کر کے ایڈ مسلمانوں کو ملتی ہے اور ایم این اے اور ایم پی اے کے ذریعے سے ملتی ہے۔ یہ تو نہیں کہ اس کے سواء کوئی لوگ حلقے میں نہیں رہتے ہیں۔ تو ان کو کس طرح سے ایڈ ملے۔ تو میں یہ سوال کرتا ہوں پیپلز پارٹی اور حکمرانوں سے کہ یہ غلط کر رہے ہیں اس میں ساری انسانیت کا نقصان ہوا ہے۔ صرف پیپلز پارٹی اور فنکشنل لیگ کا نہیں ہوا ہے۔ انسان ہماری مینارٹی میں بھی ہیں اور میجارٹی میں بھی ہیں۔ اگر کوئی دوسری پارٹی سے ہے تو وہ کہاں جائیں گے۔ کوئی سننے کے لیے تیار نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو لون معاف کرنا چاہیے۔ لون تو وہ معاف نہیں کرتے اور اس کی ریکوری ہو رہی ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ انٹرسٹ بھی معاف نہیں ہو رہا۔ تو اس کی rehabilitation کے لیے کچھ کریں۔ گندم کی سیڈ بھی سیاسی بنیادوں پر ڈسٹری بیوشن ہو رہی ہے۔ جو اثر رسوخ رکھتے ہیں ایم این اے اور ایم پی ایز کے ذریعے وہ کرتے ہیں۔ تو مہربانی کر کے یہ بند کریں اور خزانہ یہ پاکستان کا ہے۔ اس پر سب کا حق ہے۔ صرف پیپلز پارٹی اور فنکشنل لیگ والوں کا حق نہیں ہے دوسروں کا بھی حق ہے تو مہربانی کر کے یہ پالیسی تبدیل کریں۔ ہر ایک غریب کو جو بھی affected ہیں ان کو ایڈ دی جائے۔ مہربانی آپ کی۔

جناب چیئرپرسن : شکریہ۔ دونوں باتیں جو آپ نے کی ہیں وہ قابل غور ہیں I hope somebody from the Government is taking note of that.۔ وزیر داخلہ۔

جناب اے رحمٰن ملک : شکریہ مسٹر سپیکر۔ یہ جتنی بھی باتیں کی ہیں ہمارے فاضل دوستوں نے۔ بالکل میں ان کے ساتھ ہوں۔ میں حکومت سندھ سے اس کی پوری تفصیل لے لوں گا۔ کل میں کراچی میں ہوں گا۔ اگر ان کے representatives مجھے مل لیں اور جتنے بھی ایشوز ان کے سندھ گورنمنٹ کے ساتھ ہیں۔ وہ میں دیکھ لوں گا ہوم منسٹر صاحب اور چیف منسٹر صاحب بیٹھ کر وہ resolve

کرلیں گے۔ پہلے بھی اور آج بھی بینارٹی کے لیے ہمارے دل میں عزت ہے۔ Constitution کی provisions ہیں کہ there is no discrimination۔ جو زیادتیاں بینارٹی کے ساتھ ہو رہی ہیں وہ پاکستان کے عوام شہریوں کے ساتھ بھی ہوتی ہیں صوبوں میں۔ کیونکہ کرائم یہ نہیں دیکھتا۔ کریمنل کرائم کرتے وقت نہیں دیکھتا کہ کوئی بینارٹی ہے یا کون ہے۔ جہاں تک ہماری حکومت کی commitment ہے جب کچھ ڈاکٹر ہمارے سندھ میں مارے گئے no less than the President himself took the cognizance اور سینیئر وزراء، ایم این اے اور اتھارٹی کو وہاں پر بھیجا گیا اور اس کی تفصیل میں پہلے ہی ہاؤس میں بیان کر چکا ہوں۔ میں ایک اور suggestion دیتا ہوں کہ اپوزیشن کے اور حکومت کے جتنے بھی ہمارے بینارٹی کے ایم این ایز ہیں میں ان کے ساتھ ایک separate meeting کرلیتا ہوں اور جو جو ان کے پوائنٹس ہیں وہ لے کر جس جس صوبائی حکومت کے ساتھ ہیں تو میں ان کو ریفر کر دوں گا اور اس کی رپورٹ بھی لے کر ہاؤس میں پیش کروں گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: آفتاب احمد شیرپاؤ صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: شکریہ جناب چیئرپرسن۔ this is our point of order, is that OK?۔ جناب چیئرپرسن! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ میں ایک بہت اہم ایشو کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ یہ issue related ہے مردان کے ساتھ۔ مردان کے ایم این اے نے غالباً استعفیٰ دے دیا ہے۔ اور میں اس لیے اٹھا رہا ہوں۔ شاید وہ اٹھاتے تو میں اس پر بات نہیں کرتا۔ وہاں پر جناب چیئرپرسن ایک روڈ ہے جو کہ کنٹونمنٹ ایریا سے گزرتی ہے۔ یہ ہے بغدادا مال روڈ۔ یہ روڈ فوجیوں نے بند کر دی ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ security threat ہے۔ 1938 سے وہاں پر لوگ اس روڈ کو استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور جنرل پبلک شمسی چوک سے لے کر بغدادا ایک گاؤں ہے وہاں پر جاتی تھی اور پھر آگے دوسری طرف۔ اس روڈ کو بند کرنے سے ابھی لوگوں کو اتنی پریشانیاں ہیں۔ یہ نہیں کہ انہوں نے اپنی installation کی طرف کوئی دیوار لگا دی ہے۔ بالکل روڈ کو بند کر دیا گیا ہے۔ جو وہاں کا ڈی سی او ہے وہ بھی کہتا ہے کہ جنرل پبلک سٹوڈنٹس اور مریضوں کو بہت ہی تکالیف ہیں۔ کیونکہ وہ divert ہو گئے ہیں اور ان کو اگر پہلے پانچ منٹ لگتے تھے ابھی دو گھنٹے لگتے ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ اس کی وجہ سے ٹریفک جام ہو رہی ہیں۔ اس کی وجہ سے لوگوں میں ایک بے چینی پائی جاتی ہے۔ یہ وہاں کا ایک نمبر ون ایشو بن گیا ہے۔ اور بزنس کمیونٹی کو بھی اس سے نقصان ہے کیونکہ وہاں پر جو دکانیں وغیرہ تھیں ان کا بھی بزنس ختم ہو گیا ہے۔ جناب چیئرپرسن! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ٹھیک ہے کوئی سیکورٹی کا مسئلہ ہے تو آپ کوئی اور اقدامات لیں۔ آپ ایک ایسے روڈ کو جو 1938 سے قائم ہے اور انگریزوں نے نہیں بند کیا اور اس حکومت اور ان فوجیوں نے اس کو بند کیا ہے اور کیوں بند کیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اور اس کو بہت agitate کیا گیا ہے۔ عدالت تک لے گئے ہیں لیکن کوئی اس کے اوپر عمل نہیں ہوا۔ میں ڈیفنس منسٹر کی وساطت سے چاہتا ہوں کہ اس کے اوپر ہمیں کسی وقت اس کا جواب دیں۔ میں اس کو agitate کروں گا ہر ایک فورم پر agitate کروں گا۔ کیونکہ یہ طریقہ اگر اپنایا گیا تو سارے کنٹونمنٹس ہیں یا جہاں پر بھی ان کی messes ہیں، جیسے پہلے گورے صاحب اور باقی لوگ ہوتے تھے وہی سلسلہ ابھی انہوں نے شروع کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو highest level پر لینے کی ضرورت ہے۔ ہم نہیں چاہتے ہیں کہ یہ بے چینی اور بدگمانی پبلک اور فوج کے درمیاں پیدا ہو۔ اور وہ ہو رہی ہے۔ اور یہ ایسے incidents ہیں جس پر اگر کوئی خاطر خواہ توجہ نہ دی گئی تو یہی incidents لوگوں کے درمیان خلیج بن جائے گی عوام اور فوج کے درمیان۔ برائے مہربانی ان کو اگر کوئی مسئلہ ہے تو اس کے لیے کوئی ایسے alternate arrangements کریں دیواریں بنادیں۔ انڈر گراؤنڈ نوشہرہ میں رستہ بنایا گیا ہے یہاں پر بھی وہ کریں۔

لیکن یہ بغدادا ایک بہت بڑا علاقہ ہے اور اس سے باقی علاقے رستم اور مردان کے دوسرے علاقے یہ سب اس سے منسلک ہیں۔ تو یہ عوام کے ساتھ زیادتی کرنا۔ ایک طرف تو حکومت بھی کچھ نہیں کر رہی۔ اور دوسری طرف یہ صورتحال فوجی اسٹیبلشمنٹ کی طرف سے ہو تو ہمارے لیے کیا رہ جاتا ہے۔ کہ ہر طرف سے عوام پر پریشر بڑھتا جارہا ہے۔ تو برائے مہربانی آپ کی وساطت سے میں ڈیفنس منسٹر صاحب تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں تاکہ اس کے اوپر کوئی خاطر خواہ مثبت جواب ملے۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن : مسٹر نذیر احمد بگھیو۔

جناب نذیر احمد بگھیو : آپ کو یاد ہو گا کہ جب بجٹ پاس ہوا تھا تو ex-parliamentarians کے لیے بعض مراعات کا اور privileges کا اعلان کیا گیا تھا۔ مگر چھ مہینے گزرنے کے بعد بھی ابھی تک آگے ان پر کوئی further نہیں ہوا ہے۔ اور وہ جو ہمارے ex-parliamentarians دوست ہیں اور کہتے ہیں کہ چھ مہینے کے بعد بھی کچھ نہیں ہوا ہے۔ تو چیئرمین صاحب سے درخواست ہے کہ کوئی ایسی instructions دے دیں تاکہ اس پر آگے اور privileges ہیں یا مراعات ہیں ان پر عمل کیا جاسکے اور ان کو مل سکے۔

جناب چیئرپرسن : آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ یہ ایشو زیر غور تھا ہے اور میرے خیال میں بہت جلد اس کے اوپر فیصلہ ہو جانا چاہیے۔

جناب نصیر بھٹہ : شکریہ جناب چیئرمین۔ کل بھی یہاں پر اسمبلی کے فلور پر بات ہوئی جس میں شکیل اعوان صاحب، حنیف عباسی صاحب نے بات کی، خاص طور پر گیس کی لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے راولپنڈی اور اسلام آباد میں۔ لیکن میں جو بات کرنا چاہ رہا ہوں، وہ میں لاہور کے حوالے سے کرنا چاہ رہا ہوں، and no doubt کہ باقی شہروں میں بھی یہ مسئلہ ہے۔ لیکن خاص طور پر وہ مسائل جو لوڈ شیڈنگ کے علاوہ ہیں، جس میں محکمے کی محض توجہ درکار ہے۔ وہ اگر attend کر لیے جائیں timely تو میرا خیال ہے کہ fifty percent جو لوڈ شیڈنگ کے مسئلے ہیں گیس کے حوالے سے، وہ حل ہو سکتے ہیں۔ جیسے میرے حلقے میں گرین ٹاؤن کی ایک بہت بڑی آبادی ہے، اسی طرح ٹاؤن شپ کی بہت بڑی آبادی ہے۔ اس کے کچھ ایریاز میں لوڈ شیڈنگ ہے اور کچھ ایریاز میں نہیں ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہاں پر لوکل اتھارٹی they are running the affairs of Sui Northern Gas اگر وہ لوگ اس پر توجہ دیں and I feel that from the Floor of this House, the voice will certainly be heard by them that they will redress the grievances of the people of Green Town and Township so that کہ وہ لوگ جو equally ایک گھر کے اندر گیس آرہی ہے اور دوسرے گھر میں نہیں آرہی تو وہاں پر بھی دو تین دن پہلے ایک بہت بڑا جلوس خواتین نے نکالا، مادر ملت روڈ پر انہوں نے chanting slogans کیں، but at the end of the day, none from the Government side and none official from the Sui Northern Gas appeared over there….

جناب چیئرپرسن : بھٹہ صاحب کل اس پر ایڈجرنمنٹ موشن آرہی ہے۔ آپ کل at length بات کر لیں۔

Mr. Naseer Bhutta: I am very grateful Mr. Chairman and I think that this is additional point in that because day before yesterday, it was also discussed. Today I would like to sensitise this issue that this issue may also be attached with the same concern, with the same sensitivity that the problems of the people living in

urban cities, more importantly because they don't use, they can't use the normal way of

this matter should be specially noted اس پر ریگولر ایندھن بھی استعمال نہیں کر سکتے تو اس لئے میں چاہوں گا کہ by the concerned Minister or a person sitting over here and I would also expect from the Chair that the Chair should also direct the people sitting over that either one of them, even if he is responsible or not, he should take care of this and give a telephonic call to the concerned authorities so that the matter is supposed to be resolved over at night. Thank you very much.

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ concerned Minister تو نہیں ہیں لیکن دوسرے جو منسٹر ہیں انہوں نے سن لیا ہے۔ جی خورشید شاہ صاحب۔

سید خورشید احمد شاہ: کل لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی کہا تھا اور پرائم منسٹر نے بھی کہا تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ایڈجرنمنٹ موشن موو کر دیں تو اس پر ہم detailed discussion کر لیں گے۔ تو آج صبح بر جیس طاہر صاحب نے وہ موو کر دیا ہے۔ کل ہم نے اس کو رکھ لیا ہے کہ کل ہم اس پر detailed discussion کر لیں گے۔

(اذان ظہر)

جناب چیئرپرسن: جی میڈم فخر النساء کھوکھر صاحبہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔

جسٹس (ر) فخر النساء کھوکھر: جناب چیئرمین اصل میں میرا سوال تو منسٹری آف انٹیریر سے متعلق تھا۔ یہ اغواء برائے تاوان کا تو بہت سخت لاء موجود ہے۔ لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ اغواء برائے تاوان بڑی تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے جو شہید گورنر ہیں سلمان تاثیر، ان کے بیٹے کا ابھی تک پتہ نہیں چلا۔ بات قانون کی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ جو ایجنسیز ہیں جو قانون کو implement کرتی ہیں اور scientific طریقے سے اس کو monitor کرتی ہے اور اس پر work out کرتی ہیں، وہ ایجنسیز موجود ہی نہیں ہیں۔ تو میرا سوال ہے کہ قانون کی موجودگی میں قانون کی violation روکنے کے لئے کیا سد باب وہ کر رہے ہیں اور کیا positive steps وہ اٹھا رہے ہیں؟

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ جی رمیشن لال صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ جی مسز بشریٰ گوہر صاحبہ۔

محترمہ بشریٰ گوہر: شکریہ جناب چیئرمین۔ آج گیس لوڈ شیڈنگ کے حوالے سے کافی بات ہوئی اور پورے ملک میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو گیس کے کنکشن دیے جاتے ہیں، تو کئی گاؤں ایسے ہیں کہ جہاں اگر ایم این اے ہے تو وہ اپنے ووٹرز کو دے دیتا ہے اور باقی گاؤں کے لوگوں کو وہ گیس کنکشن نہیں ملتی۔ تو اس کے لئے ایک consistent policy چاہیے کہ ایک ہی گاؤں میں آدھے لوگوں کو کنکشن ملتا ہے اور آدھے لوگوں کو کنکشن نہیں ملتا تو یہ غلط بات ہے۔ اور کسی کے کہنے پر یہ نہیں ہونا چاہیے۔ پورے گاؤں کا حق ہے کہ ان کو گیس ملے تو یہ کنکشن کے حوالے سے بھی کافی مسئلے آ رہے ہیں۔ دوسرا چیئرمین صاحب نیسلے پانی جو منرل واٹر ہے۔ اس کے حوالے سے مجھے بتایا گیا ہے کہ نیسلے اپنا زیادہ تر پانی پاکستان سے لیتا ہے اور یہاں سے لیکر پھر ہمیں ہی بیچتا ہے۔ تو اس حوالے سے یہ ہمیں بتایا جائے کہ ایک طرف تو ہمارے لوگوں کو صاف پانی نہیں ملتا اور دوسری طرف ہمارا پانی نیسلے لیکر and it is

pure water also تو اس کو بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ کس agreement کے تحت اور ہمارے اپنے لوگوں کو پانی کیوں نہیں مل رہا۔ we should be actually working اور یہ ملٹی نیشنل جس طرح ہمارے resources کو لے رہے ہیں اور صاف پانی کی ویسے بھی قلت ہے تو اس کو بھی دیکھا جائے and finally ژوب بلوچستان اور ڈیرہ اسماعیل خان کے درمیان کا جو روڈ ہے وہ بہت بُرے حال میں ہے۔ اگر اس کی تعمیر پر گورنمنٹ توجہ دے تو یہ دونوں صوبوں کے لوگوں کا آپس میں آنا جانا آسان ہو گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: جی آفتاب شیرپاؤ صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: جناب سپیکر جس طرح آنریبل ممبر نے بات کی ہے گیس کنکشن کی تو اس میں صرف ایم این ایز کی بات نہیں ہے۔ خیبر پختونخواہ کے لئے گیس کنکشن کا یہ کوٹہ دیتے ہیں، وہ بہت کم ہے۔ اس کو بڑھایا جائے تاکہ لوگوں کو کوئی فائدہ پہنچے اور اس میں جو ڈیپارٹمنٹ ہے وہ رشوت لے رہی ہے۔ جو پیسے دیتا ہے اس کو گیس کنکشن دیتے ہیں اور جو پیسے نہیں دیتے ان کو گیس کنکشن نہیں دیا جاتا۔ تو ہمارا کوٹہ بڑھایا جائے، کیونکہ وہ دور دراز علاقہ ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ war on terror کے سلسلے میں جو کچھ آپریشن ہو رہے ہیں وہیں پر ہو رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جا رہا جو کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہونا چاہیئے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: سید خورشید احمد شاہ۔

سید خورشید احمد شاہ: میں سمجھتا ہوں کہ اس ایشو کو بھی کل کی ایڈجرنمنٹ موشن میں رکھ لیں۔ مگر میں just for information کہہ دوں کہ میں نے ان سے گیس کنکشن کے اوپر ایک میٹنگ کی تھی۔ تو ان لوگوں نے مجھے بتایا کہ اس وقت ہمارے پاس سوئی نادرن گیس میں ساڑھے دس لاکھ کنکشن کے backlogs ہیں اور ہماری capacity ڈھائی لاکھ کی ہے کہ ڈھائی لاکھ سالانہ ہم کر سکتے ہیں۔ تو میں نے ان سے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ملک میں چوری خود کرواتے ہیں کہ جب ساڑھے سات دس لاکھ لوگوں کو آپ کنکشن نہیں دیں گے تو وہ تو ڈائریکٹ کنکشن لیں گے۔ تو آپ خود چوری کے ذمہ داری ہیں۔ تو کوئی طریقہ نکالیں کہ یہ دس لاکھ کا backlog نکل جائے جو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ تو پھر ان لوگوں نے کہا کہ اس پہ آ کے ہم آپ کو جواب دیں گے۔ تو just for information۔ شیرپاؤ خان نے بات کی اور پھر میری بات سنی نہیں۔ تو یہ ہمیشہ ہوتا ہے۔ میں نے آپ کی انفرمیشن کے لئے ایک بات کہی تھی۔ دوسرا کہ بزنس ابھی رہ گیا ہے۔ تو اس میں کامرس منسٹری کا بزنس اگر لے لیں تو میرے پاس ہے میں اس کا بھی جواب دوں گا۔

جناب چیئرپرسن: سید ظفر علی شاہ۔

سید ظفر علی شاہ: شکریہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ ایک مسئلہ ہے جو اس ہاؤس کے لئے اہم ہے۔ ہمیں بلز ملتے ہیں اور سب ممبران کو بلز ملتے ہیں legislation کے لئے اور ان میں اتنی خامیاں ہوتی ہیں اور اتنے نقص ہوتے ہیں اور grammatically اتنی incorrect language اس میں ہوتی ہے۔ مثلاً کل ایک بل آنا تھا جو نہیں آیا اور وہ تھا National Human Rights Commission کے قیام بل، تو اس میں یہ تو میں نے کل دیکھا۔ لیکن اس میں جو ترامیم پیش ہوئی تھیں وہ بھی اپوزیشن کی طرف سے پیش ہوئی تھیں۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ کئی ترامیم تو صرف grammatical errors کر درست کرنے کے لئے

ہیں۔ابھی ابھی مثلاًایک یہ ہے کہ on the advice of President تو advice کو advise کر دیا یعنی se لکھ دیا۔جب کہ دونوں میں فرق ہے۔مثلاً these are very minor things لیکن کئی ایسی جگہوں پر تو major defects نظر آئے۔

(اس موقع پر جناب پرائم منسٹر ہاؤس میں تشریف لائے)

سید ظفر علی شاہ: ہاؤس میں پرائم منسٹر صاحب کو ویلکم کرتے ہیں کہ وہ تشریف لائے ہیں۔تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر draftsman کوئی proper Law Ministry میں ہوئی تو بہتر ہو گا۔کیونکہ یہ بڑی اہم چیز ہے اور کسی زمانے میں draftsman کا جو عہدہ ہوتا تھا وہ بڑا اہم ہوتا تھا اور ان کو بڑی مراعات دی جاتی تھیں۔اور اب جو کچھ دن پہلے تک تھے draftsman ان کو کچھ extensions ملیں، وہ بھی ٹھیک تھے۔لیکن وہ بھی اب نہیں ہیں۔تو اس شکل میں اگر بل آئیں گے تو ہم کہاں جائیں گے اور اس مفہوم کو کس طرح سمجھا جائے گا۔تو لوگ اس کے نتیجے میں سپائڈ عدالتوں میں جائیں گے اور ان کی تشریح کرنے کے لئے جائیں گے۔تو میں یہ کہہ رہا ہوں کہ لاء منسٹری کو اپنا کام ٹھیک کرنا چاہئے۔آخر میں میں ایک مثال تھوڑی سی مذاق کی خاطر نہیں لیکن اس سے تعلق رکھتی ہے۔تو ایک ملک کا وزیر افغانستان گیا تو وہاں ان کو ویلکم کرنے کے لئے ایک وزیر آئے اور ان سے پوچھا آپ کس کے وزیر ہیں۔تو جو ویلکم کرنے آئے تو انہوں نے کہا کہ میں ریلوے کا وزیر ہوں۔انہوں نے کہا کہ افغانستان میں تو ریلوے ہے نہیں۔تو آپ وزیر ہیں Law and Justice کے، لیکن آپ کے ملک میں نہ law ہے اور نہ justice ہے۔تو جو ان کو ویلکم کرنے آئے انہوں نے ان سے پوچھا۔تو میں یہ نہیں کہنا چاہتا۔مذاق کی خاطر میں نے کہا عرض کہ ایسا نہ ہو کہیں ہماری بھی یہ حالت ہو جائے کہ law کی legislation سرے سے غائب ہو۔کوئی اچھا آدمی، کوئی بہتر آدمی، کوئی بہت ہی قابل آدمی draftsman کے طور پر لگایا جائے تاکہ وہ اپنا کام اور legislation کا کام بھی صحیح طریقے سے کر سکے۔مہربانی۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔پیر حیدر علی شاہ On point of order- میرے خیال میں ٹائم بہت کم رہ گیا ہے۔

سید حیدر علی شاہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔میرے حلقہ ضلع ہنگو میں، چونکہ ملک میں لوڈ شیڈنگ ختم ہو چکی ہے لیکن وہاں بارہ گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ابھی بھی ہو رہی ہے۔پچھلے آٹھ سال وہاں ایک گرڈ سٹیشن پہ کام شروع ہے۔جب چار سال پہلے میں آیا تھا تو یہی بات میں کہہ رہا تھا کہ اس پر کام تیز کیا جائے۔متعلقہ وزیر صاحب نے ہمارے ساتھ میٹنگ بھی کی ہے اور پیسکو پشاور کو ہدایت بھی دی تھی کہ دسمبر میں ہم اس کا افتتاح کریں گے۔لیکن ابھی تک اس پر کوئی خاطر خواہ اس کا نتیجہ نہیں نکلا اور مجھے لگتا نہیں ہے کہ ہمارے tenure میں وہ پورا ہو جائے گا۔میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ چونکہ ہمارا ضلع بہت ہی پسماندہ ہے اور یہی ایک گرڈ سٹیشن ہے جس پر کام ہو رہا ہے۔تو گزارش ہے آپ سے کہ آپ متعلقہ منسٹری کو ہدایت کریں کہ اس پہ کام شروع کرے تاکہ جلد از جلد لوگوں کو جو تکالیف کا سامنا ہے اس کا مداوا ہو سکے۔بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: آخری point of order محمود حیات خان۔

جناب محمود حیات خان المعروف ٹوچی خان: شکریہ جناب چیئرپرسن۔میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بروقت ایک point of order دیا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے نہایت قابل احترام جناب وزیر اعظم پاکستان مخدوم سید یوسف رضا گیلانی صاحب یہاں موجود ہیں۔جن کی موجودگی سے میں فائدہ اٹھانا چاہ رہا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ جناب ضرور میری اس درخواست پر غور کریں گے۔ہمارا تعلق جناب چیئرپرسن! ضلع وہاڑی سے ہے۔جہاں کپاس کی کاشت بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس وقت کپاس لوگوں کے پاس موجود ہے، خریدار نہیں ہے، کسان بڑا پریشان ہے اور کسان کی پریشانی میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔میرا point of order یہ ہے آپ کے

توسط سے اس ہاؤس سے کہ اپنے وزیراعظم پاکستان جنہوں نے ابھی اعلان بھی کیا تھا کہ ٹی سی پی دس لاکھ گانٹھ خریدے گی۔ لیکن ٹی سی پی نے عملاً کوئی خریداری شروع نہیں کی۔ جس کی وجہ سے کپاس کا ریٹ دن بدن گرتا جا رہا ہے۔ پچیس سو سے اب اٹھارہ سو پہ آ گیا ہے اور خریدار اور کسان پریشان ہے۔ گندم کے لئے کھاد کی ضرورت ہے اور کھاد کے لئے پیسے کی ضرورت ہے اور پیسہ اسی شکل میں ملے گا جب ہماری کپاس کی خریداری ہو گی۔ تو میں درخواست کرتا ہوں آپ کے توسط سے جناب وزیراعظم پاکستان جنہوں نے پہلے بھی، کیونکہ خود ان کا علاقہ، ڈوثرن اور خود بھی وہ کاشتکار ہیں۔ ملتان سے ان کا تعلق ہے۔ تو کوئی بہتر اور جلد ہی اس کے بارے میں اقدامات اٹھائے جائیں کیونکہ کسان بہت پریشان ہے۔ بہت شکریہ جی۔

جناب چیئرپرسن: آنریبل پرائم منسٹر۔

سید یوسف رضا گیلانی (وزیراعظم پاکستان): جناب سپیکر! یہ ایک بہت اہم ایشو ہے اور میرے پاس آج جننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان کا ڈیلیگیشن آیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ 2008 میں ایسی situation تھی جو surplus cotton تھی اور اٹھانے والا نہیں تھا۔ تو اس کے لئے اس زمانے میں پاکستان پیپلز پارٹی نے سپورٹ کیا تھا۔ تو I have referred this matter to the Ministry of Finance to look into اور ڈیلیگیشن ان سے ملنے گیا ہے اور جب منسٹر آف فنانس آج مجھے ملیں گے تو پھر کوئی حتمی جو بات ہو گی تو اس وقت میں کوئی جواب دے سکوں گا۔

Mr. Acting Speaker: Item No.41, Justice (Retd) Fakhar-Un-Nisa Khokher Sahiba, not present. Item No.42, Shaikh Rohale Asghar, not present, dropped. Item No.43, Ms. Parveen Masood Bhatti, not present, dropped. Item No.44, Mr. Humayun Saifullah Khan, not present. I think now, since the Members are not available who have moved. I will just give point of order, few points of order. Dr. Khatu Mal Jeewan.

ڈاکٹر کھٹو مل جیون: سر بہت شکریہ۔ میں تو کافی دیر سے اس سفید بٹن پہ ہاتھ رکھ کے بیٹھا ہوا تھا۔ سر میرا بھی پوائنٹ آف آرڈر اسی سے related ہے جو فلڈ سے یا بارش سے ہمارے اضلاع affect ہوئے ہیں۔ میں پریذیڈنٹ صاحب کا شکر گزار ہوں۔ جب بارشوں کے دوران وہ مسلسل سندھ میں بیٹھے، مسلسل monitor کرتے رہے۔ آپ بھی تھے ہم بھی تھے۔ بارہ بارہ districts کی video conferences ہوتی تھیں اور جو بھی relief کا کام تھا وہ اتنے احسن طریقے سے ہو رہا تھا۔ میں پرائم منسٹر صاحب کا شکر گزار ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب خود بھی وہاں پہ بہت بار تشریف لائے اور ایک ٹیم Federal Ministers کی وہ بھی بار بار ادھر آتی رہی اور visit کرتی رہی۔ سر یہ اتنا بڑا damage تھا، اتنا بڑا نقصان تھا اور ایک کروڑ کے قریب جو لوگ affect ہوئے تھے اور اس میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ تقریباً چالیس پچاس لاکھ لوگ minorities کے تھے جو روڑوں پہ، راستوں پہ water courses کے بندھوں پہ اور جو بڑے بڑے ہمارے canals کے بندھوں پہ صرف اور صرف minorities کے لوگ تھے۔ جو باہر روڑوں اور راستوں پہ تھے۔ وہ بے چارے جھگیوں میں رہتے ہیں۔ وہ ہاری ہیں مزارعے ہیں۔ سارے ان کے گھر گر گئے تھے۔ ان کو بھی جس طریقے سے Government of Pakistan نے جو امداد کی۔ ہم اس سے مطمئن تھے لیکن جب تک پرائم منسٹر صاحب اور صدر پاکستان صاحب monitor کر رہے تھے تب تک تو ہم مطمئن تھے۔ ابھی جب سردیاں بہت زیادہ آئی ہیں۔ اس کے بعد ہمیں جو اس

وقت ضرورت ہے، وہ tents اور رضائیوں کی ضرورت ہے۔ ابھی بھی ڈسٹرکٹ سانگھڑ ہے، ڈسٹرکٹ میر پور خاص ہے۔ ڈسٹرکٹ عمر کوٹ کا آپ نے جیسے فرمایا کہ تین تحصیلیں ہیں پتھورو تحصیل ہے، کنڈری تحصیل ہے اور ہماری عمر کورٹ تحصیل ہے، ساما تحصیل ہے۔ یہ ابھی بھی پانی کے نیچے ہیں۔ بدین ڈسٹرکٹ کے کئی حصے پانی کے نیچے ہے۔ سانگھڑ کے کچھ حصے پانی کے نیچے ہیں۔ پانی ابھی تک نہیں نکلا ہے۔ میں پرائم منسٹر صاحب سے request کروں گا کہ NDMA والوں کو اور PDMA والوں کو ابھی اسی وقت حکم فرمائیں کہ ہمیں ٹینٹس اور رضائیوں کی اس وقت سخت ضرورت ہے اور net کی سخت ضرورت ہے۔ وہ ہمیں دی جائیں۔ سر یہاں بات minorities کی ہوئی۔ سر بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ جنرل ضیاء ڈکٹیٹر کے دور سے ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت پاکستان کے اندر خصوصاً سندھ کے اندر ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ minority کو مجبور کیا گیا کہ کسی طریقے سے وہ ملک چھوڑیں۔ وہاں پہ آپ نے دیکھا ہو گا کہ کس طریقے سے ہمارے بچوں کو اغواء کیا جاتا ہے، ہمارے لوگوں کو اغواء کیا جاتا ہے اور قتل کیا جاتا ہے کیونکہ وہ easy prey ہیں اور سندھ میں اتنے واقعات ہوئے ہیں جو میں گن بھی نہیں سکتا ہوں۔ سر ابھی recently ایک تو main مسئلہ اغوا برائے تاوان ہے اور دوسرا مسئلہ forceful conversion کا ہے۔ بچوں کا اغواء کر کے اٹھایا جاتا ہے اور آپ کو بھی پتہ ہے کہ اس ہفتے میں صرف مٹھی ڈسٹرکٹ سے تقریباً چار پانچ لڑکیوں کو اغواء کر کے ان کو convert کیا گیا ہے۔ یہاں پہ ہمارے علمائے دین بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں علمائے دین سے بھی درخواست کروں گا کہ کس مذہب میں یہ لکھا ہوا ہے کہ لڑکیوں کو اغواء کر کے ان کو forcefully convert کر کے اسلام قبول کروایا جائے۔ ابھی سر آپ کے گھر کے ساتھ جو ایک گھر ہے۔ جو سرہندیوں کا گھر ہے۔ وہ سندھی میں کہتے ہیں کہ (سندھی) ۔۔۔۔۔ جو بچی اغواء ہوتی ہے سیدھی وہاں پہنچتی ہے۔ وہاں لایا جاتا ہے اور وہ نہ والدین کو بلاتا ہے نہ ان کے بہن بھائیوں کو بلاتا ہے کہ یہ بچی اغواء ہوئی ہے یا خوشی سے آئی ہے۔ اس کے بعد age کا بڑا factor ہے۔ بارہ سال، تیرہ سال، چودہ سال، پندرہ سال، سولہ سال کی بچیوں کو convert کیا جاتا ہے۔ سر یہ ایک بہت بڑا ایشو ہے۔ جس سے ہماری کمیونٹی میں سخت مایوسی پائی جاتی ہے اور اس کے لئے کوئی یہاں قانون سازی کی جائے کہ 18 years سے above اگر کوئی بچی خوشی سے اسلام قبول کرتی ہے یا کوئی مذہب convert کرتی ہے تو اس کے لئے بھی کوئی قانون سازی ہونی چاہیے۔ تاکہ یہاں پہ اس minority میں جو مایوسی پھیلی ہوئی ہے وہ کچھ کچھ قدر کم ہو۔ بہت شکریہ۔

Mr. Chairperson: Thank you, Mr. Jamshaid Ahmad Dasti Sahib, not present. Ms. Yasmeen Rehman Sahiba.

جناب چیئرپرسن: .Thank you مسٹر جمشید دستی صاحب۔ موجود نہیں۔ مس یاسمین رحمٰن صاحبہ۔

محترمہ یاسمین رحمٰن: بہت شکریہ چیئرمین صاحب۔ ہمارے آنریبل ممبر ظفر علی شاہ صاحب نے جو بات اٹھائی۔ اسی کو آگے بڑھاتے ہوئے میں draft man کے بارے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ آپ نے کہا کہ لاء منسٹری میں draft man کی quality نظر نہیں آتی۔ میں بالکل agree کرتی ہوں اور اس کو support کرتے ہوئے ساتھ میں یہ بھی add on کرنا چاہوں گی کہ ہمیں اگر قومی اسمبلی میں بھی draft man کی facility دے دی جائے تو جو bills یہاں پہ ہم submit کرتے ہیں تو اسی لیول پہ یہاں بھی دیکھ لئے جائیں کیوں کہ ہمارے پاس legal support کی بہت کمی ہے ,within the National Assembly itself اور ہم لوگ legal persons نہیں ہوتے اور بل draft کر لیا جاتا ہے لیکن اس کا صحیح طرح مفہوم واضح نہیں ہوتا۔ بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں۔ اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو within the National Assembly ہمیں بھی یہ support اگر مہیا کر دی جائے تو

ممبرز کے لئے بہت آسانی ہو گی ۔ دوسرا جو بشریٰ گوہر صاحبہ نے ایک Nestle water plant کے حوالے سے بات کی تو اس میں بہت سے branded waters ہیں، جن کی رپورٹ آپ کی اپنی سائنس اینڈ ٹیکنالوجی منسٹری نے negative میں دی ہے کہ ان میں بہت سا arsenic پایا جاتا ہے. seven to eight percent. Not only Nestle but other brands also. تو اس پہ کوئی serious action لینا چاہیے کہ سائنس اینڈ ٹیکنالوجی منسٹری کی اپنی رپورٹ جو ہے وہ arsenic کی موجودگی کا انکشاف کرتی ہے۔تو ان پہ ban ہونا چاہیے، quality check ہونا چاہیے۔ بہت شکریہ چئیر مین صاحب۔

Mr. Chairperson: Ms. Shamshad Sattar Bachani Sahiba on point of order.

محترمہ شمشاد ستار بچانی: کیوں کہ پرائم منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔آج میں اپنے حلقے کی بات کرنا چاہتی ہوں کہ یہ فلڈ اور بارش کی وجہ سے میرا پورا حلقہ تباہ ہو گیا ہے ۔خاص کر جھنڈو مری میں ابھی تک پانی کھڑا ہوا ہے اور سردیوں کا موسم آگیا ہے ۔ وہاں پر blankets اور food items کی بہت کمی ہے۔کافی لوگ باہر سردی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ پانی کے بیچ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ابھی تک وہاں پہ food items نہیں پہنچے۔ کوئی رضائیاں اور blankets نہیں پہنچے ہیں۔ میری پرائم منسٹر صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ہماری مدد کریں اور میں صدر صاحب کی شکر گزار ہوں کہ video conference کرتے رہتے ہیں، monitoring کرتے رہتے ہیں۔ وہ جب تک monitoring کرتے رہے ہمیں کچھ نہ کچھ ملتا رہا۔ اب جب وہ دبئی چلے گئے تو کچھ نہیں ملا۔ میری گزارش ہے کہ وہ آگے اس سلسلہ میں ہمارا کا خیال رکھیں ۔ وہاں لوگ بہت مشکلات میں ہیں۔ تیسری بات یہ کہوں گی کہ ہماری شہید رانی بی بی نے polio drops کا پروگرام شروع کیا تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے polio drops اپنی بیٹی آصفہ کو پلائے تھے۔ کیا ہے کہ وہ polio drops ہماری Union Councils میں جا تو رہے ہیں لیکن Lady Health Workers کو وہاں پہ payment نہیں ہو رہی۔ چھ مہینے ہو گئے ہیں، ان کو کوئی تنخواہ نہیں ملی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے کام میں interest ہی نہیں ہے رہییں کہ وہ UCs میں جائیں اور بچوں کو polio drops پلائیں ۔ اسی وجہ سے cases بڑھتے جا رہے ہیں۔ میر گزارش یہ ہے اس کو continue رکھا جائے کیوں شہید رانی بے نظیر کا پروگرام تھا۔ میری گزارش ہے کہ اس کو ہم لوگ continue رکھیں اور پرائم منسٹر صاحب سے میری گزارش ہے کہ Lady Health Workers کو تنخواہ دی جائے اور ان کو permanent کیا جائے۔ شکریہ۔

Mr. Chairperson: Thank you. Mir Aijaz Hussain Jakhrani Sahib.

میر اعجاز حسین جکھرانی: شکریہ مسٹر چئیر مین! پرائم منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ان کے بیٹھنے کے موقعے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں عرض کروں ۔ مسٹر چئیر مین! جیکب آباد میں ایک بہت Airbase ہے ۔ میرے خیال میں پاکستان کا دوسرے نمبر پہ بڑا Air Base ہے ۔ اس کو expand کیا گیا ہے ، اس کی extension کی گئی ہے اور ہمارے شہر کے کافی گھر کیوں کہ یہ Air Base جیکب آباد شہر میں located ہے ۔ ہمارے شہر کے کافی گھر emergency clause کے تحت اٹھائے گئے ، زمینیں اٹھائی گئی اور سب Base میں آگیا ہے ۔ سر افسوس کی بات یہ ہے کہ وہاں پہ جو non technical jobs ہیں، وہ بھی جیکب آباد کے لوکل لوگوں کو نہیں مل رہی ہیں وہ بھی باہر کے لوگوں کو دے رہے ہیں ۔ یہ جیکب آباد کے لوگوں کو بڑا deprive کیا جارہا ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے پرائم منسٹر کو اور ڈیفنس منسٹر کو عرض کرتا ہوں کہ اس matter کو دیکھیں اور جو بھی non technical jobs ہیں ، وہ جیکب آباد کے شہریوں کو دینی چاہییں۔ بہت شکریہ مسٹر چئیر مین صاحب۔

جناب چئیر پرسن: شکریہ۔ یہ last Calling Attention Notice ہے This is deferred

for tomorrow and the House is adjourned to meet again on Wednesday, the 21st December, 2011 at 10.00 A.M.

[The House was adjourned to meet again on Wednesday, the 21st December, 2011 at 10.00 A.M.*]*